بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قالَ عَلَّامُ الْغُیُوبِ

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ

علم غیب نبوی پر ایک تحقیقی جائزہ

مصنف

محمد علی حسن ماتریدی

فہرست مضامین

✍ عارف رضا مصباحی مدرس جامعہ غازی آباد

الحمد للہ العلیم والصلاۃ والسلام علی رسولہ اللذی اعطی العلم العلیم وعلی آلہ واصحابہ المکرمین

ہر عیب سے پاک اللہ جل شانہ نے سب سے پہلے اپنے نور سے اپنے آخری نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا پھر نبی کریم کے نور سے ساری کائنات کو وجود کی چادر بخشی، اور اپنی تمام مخلوق میں سب سے معظم ومکرم اور سب سے افضل واعلی اور اپنا سب سے محبوب وپیارا اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا، اپنے حبیب کو سارے اختیارات اور مکمل طاقت عطافرما کر اپنے محبوب کی رضا کو اپنی رضا قرار دیا

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد

ماکان ومایکون کے زیور علم سے آپ کے سینہ مبارک کو منور فرمایا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا　　　جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

یقیناً مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کریم کی طرف سے علم غیب حاصل ہے اور یہ امر اہل سنت الجماعت کے نزدیک تسلیم شدہ ہے، کثیر دلائل نقلیہ وعقلیہ سے یہ امر سورج کی ٹکیہ سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے کہ جس میں شک وشبہ کی کوئی تاریکی نہیں مگر بعض ان اللذین کفرواسواء علیھم الی آخرالآیہ کے مصداق، امت مسلمہ کے اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے والوں نے اس آسان اور بدیھی امر کو ایک مسئلہ بنا کر کھڑا کردیا، اور قوم مسلم میں انتشار وافتراق کی ایسی ہوا چھوڑی جس کی بدبو سے آج بھی قوم مسلم پریشان اور شش وپنج میں ہے۔

دل میں بڑی ٹھیس پہونچتی ہے ایسے کم ظرف لوگوں کی گھٹیا سوچ پر کہ جس رسول کا صدقہ کھاتے ہیں، جس نبی کا کلمہ پڑھ کر اپنے آپ پر مسلمان کا ٹائٹل لگاتے ہیں، جس رسول کے صدقے میں انہیں زبان ملی آج اسی رسول کی اعلی وارفع شان میں زبان درازی کرتے ہیں زبان لمبی کرتے کرتے اتنی لمبی کر گئے کہ مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے بارے میں بکواس کی کہ (معاذ اللہ) محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جیسا علم تو جانوروں اور پاگلوں کو بھی ہے اور شیطان ملعون کے علم کو آپ کے علم سے بڑھا کر اپنے آپ سے مسلمان نام کے ٹائٹل کا حق بھی گنوا بیٹھے الحمد للہ سنی علماء کی ایک بڑی تعداد نے ثبوت علم غیب مصطفی پر سینکڑوں کی تعداد میں تحقیقی کتب ورسائل تحریر فرمائے۔ زیر مطالعہ کتاب (علم غیب نبوی پر ایک تحقیقی جائزہ) **مولانا علی حسن ماتریدی** کی ایک مایہ ناز اور تازہ تصنیف ہے، موصوف نے ایسا دلچسپ انداز اور تحقیقی اسلوب اپنایا ہے کہ دل کرتا ہیکہ بس پڑھتے جاؤ پڑھتے جاؤ، اکتاہٹ اور تھکن کا احساس تک نہیں ہوتا، اللہ کریم اس کتاب کو بھٹکے ہوؤں کے لیے مشعل راہ بنائے اور موصوف کو اس کا اجر عظیم عطا فرما کر عوام وخواص میں اس کی مقبولیت کو عام فرمایے... آمین بجاہ النبی الکریم

✍ بدر عالم مصباحی، صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڈھ، یوپی

نحمد اللہ العلیم والصلوۃ والسلام علی رسولہ العظیم وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم فازوا بالدین القویم۔

مصطفی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے لیے علم غیب عطائی مسلمات اہل سنت سے ہے، کثیر دلائل وشواہد سے یہ مسئلہ اس طرح منقح اور واضح ہے کہ شبہات کی گنجائش نہیں، آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اس کے ثبوت پر ناطق ہیں، لیکن بعض فتنہ پرور اور شر انگیز عناصر نے اس بدیہی اور مسلم الثبوت امر کو مسئلہ بنادیا اور امت مسلمہ کے درمیان افتراق وانتشار کا بیج بو دیا، یہ بہت بڑا المیہ رہا کہ جس رسول کا کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کا اعزاز پایا اسی رسول کی شان میں تنگ نظری سے کام لے کر ان کے لیے علم غیب کا انکار کرنے کے لیے اس حد تک چلے گئے کہ ان کے علم شریف کو جانوروں پاگلوں جیسا بتا کر مسلمان ہونے کے اعزاز کو ہی کھو دیا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الحمد للہ علمائے اہل سنت کی ایک بڑی تعداد نے علم غیب مصطفی کے اثبات پر تحقیقی کتب ومقالات تحریر فرمایا۔

زیر مطالعہ رسالہ (علم غیب نبوی پر ایک تحقیقی جائزہ) **مولانا علی حسن ماتریدی**، کی تازہ تصنیف ہے، نام ہی سے پوری کتاب کا مقصد واضح ہے، میں نے جگہ جگہ سے مطالعہ کیا، کتاب تحقیقی انداز میں ترتیب دی گئی ہے، علم غیب سے متعلق کافی مواد جمع کرنے کی خوب صورت کوشش ہے۔اللہ کریم ان کی کوشش کو قبول فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے۔

مفتی عمران بن منانی میاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین۔ بفضلہ تعالی عاشقان رسول اعظم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم علم غیب عالم ماکان و ما یکون در اثبات مکنون سر الہی المخزون صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر لکھی گئی ہے۔ اعلی حضرت سرکار امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ نے الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ، انباء المصطفی بحال سر و اخفی، انباء الحی، خالص الاعتقاد وغیرھم کئی کتب تصنیف فرمائیں۔

زیر نظر مکرم محمد علی حسن ماتریدی مدظلہ مشتغل ہیں۔ کام بہت اچھا کیا ہے ماشاء اللہ مفکر اللہ تحقیق ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ (علم غیب نبوی پر ایک تحقیقی جائزہ)

علام الغیوب اللہ تبارک و تعالی نے اپنے نبی رسول کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوۃ واکرم التسلیم کو پوری کائنات کا علم ماکان و ما یکون علوم خمسہ سب سے بڑھ کر اطلاع دے کر ارایا۔ سب سے بڑا الغیب اللہ تعالی ہے غیب الغیب ہے۔ آگے اعلی حضرت سرکار رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ہر بات سے غیب ثابت ہوتا ہے مثلاً میرے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الصلوۃ عماد الدین ترجمہ: نماز دین کا ستون ہے۔ کسی صحابی نے ستون دیکھا؟ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا مان لیا۔ سرکار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جو اسے حق مانے [illegible] احوال، قیامت، جنت، دوزخ، فرشتے، نور ہیں۔ جتنا آگے سے ہیں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بات پر ایمان عقیدہ یقین لازم فرض ہے ضروری ہے۔ یؤمنون بالغیب یہی ہے جو مولی تعالی نے قرآن پاک میں سورہ بقرہ میں فرمایا [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

ألحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین بفضلہ تعالیٰ عاشقان رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علم غیب عالم ماکان ویکون در اللہ المکنون سر اللہ المخزون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر لکھتے رہے۔اعلی حضرت سرکار امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ انباء المصطفی بحال سر واخفی انباء الحی-خالص الاعتقاد وغیر ھم کئی کتب تصنیف فرمائیں **عزیز مکرم محمد علی حسن ماتریدی زید شرفہ** متعلم ہیں کام بہت اچھا کیا عالمانہ مفکرانہ تحقیق ہے اللہ کرے زور قلم اور زیادہ ہو رسالہ ھذا علم غیب نبوی پر ایک تحقیقی جائزہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے علام الغیوب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی رسول کریم رؤف ورحیم علیہ أفضل الصلاۃ واکرم التسلیم کو پوری کائنات کا علم دیا علم ماکان ومایکون علوم خمسہ سب سے بڑھ کر اپنا دیدار کرایا سب سے بڑا غیب اللہ تعالیٰ ہے-غیب الغیب ہے اسی لیے اعلی حضرت سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا   **جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود**

سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر بات سے غیب ثابت ہوتا ہے مثلاً میرے سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الصلوۃ عماد الدین ترجمہ نماز دین کا ستون ہے کسی نے دیکھا میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مان لیا سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جزا سزا حق ہے قبر کے احوال قیامت جنت دوزخ فرشتے نور سے ہیں جن اگ سے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات پر ایمان۔عقیدہ۔یقین لازم ہے فرض ضروری ہے یؤمنون بالغیب یہی ہے جو مولی تعالی نے قرآن پاک میں سورۃ بقرہ میں فرمایا وہ جو بے دیکھے ایمان لائے (کنزالایمان) مولی تعالی اہل سنت کے عقائد کو اچھا رکھے جن کی تعلیمات اعلی حضرت سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی ہیں

مسلک اعلی حضرت پہ قائم رہو   **زندگی دی گئی ہے اسی کیلئے**

(حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

محمد عمران رضا قادری

٥ ذوالقعدہ سنہ ہجری ١٤٤٦

٣ مئی ٢٠٢٥ شب یکشنبہ

✍ ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی أنزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیراً والصلاۃ والسلام علی من کان بنور الوحی بصیراً وعلی آلہ وصحبہ نجوم الھدی وسُرج الدُّجی أما بعد:

علمِ غیب نبوی پر تحقیقی جائزہ ایک ایسی نادر اور وقیع تصنیف ہے جو موجودہ فکری واعتقادی انتشار کے دور میں گویا چراغِ راہ ہے یہ کتاب صرف ایک علمی کاوش نہیں بلکہ ایک عقائدِ اہلِ سنت کی حفاظت پر مامور قلبِ سلیم اور قلمِ حکیم کی صدائے حق ہے جو شرک و بدعت کے الزامات کی گرد جھاڑ کر خالص محبتِ نبوی ﷺ کے جامِ حقائق سے تشنگانِ معرفت کو سیراب کرتی ہے۔

اس عظیم الشان علمی وروحانی سفر کے **مصنف محمد علی حسن ماتریدی** نے نہایت جرأت مندی بصیرت افروزی اور دقتِ نظری کے ساتھ اس موضوع کا احاطہ فرمایا ہے۔ان کا قلم جہاں استدلالِ قرآنی استنادِ حدیثی اور التفاتِ اقوالِ سلف کے جلوے بکھیرتا ہے وہیں عشقِ نبوی کے ریشم میں ملفوف محبت بھرے لہجے سے بھی قلوب کو گرمادیتا ہے

کتاب میں علمِ غیب کی اقسام: ذاتی وعطائی مطلق ومقید جیسے دقیق مباحث کو سادہ مگر محققانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ وحی الہام، کشف، رؤیائے صالحہ، معجزہ وغیرہ کو جس ترتیب اور شرح کے ساتھ پیش کیا گیا ہے وہ محض علمی بصیرت ہی نہیں بلکہ روحانی ذوق کا بھی مظہر ہے۔

مصنف محترم نے ان تمام شبہات کا محققانہ جواب دیا ہے جو منکرینِ علمِ غیبِ نبوی کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں۔ان کا انداز نہ توجذباتی ہے نہ مبالغہ آمیز بلکہ ایک عالمانہ وقار اور سلَف صالحین کے طرزِ بیان کا حسین تسلسل ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مصنف کی اس علمی خدمت کو شرفِ قبولیت سے نوازے اسے عقائدِ اہلِ سنت کا محکم قلعہ بنائے اور آنے والی نسلوں کے لیے ہدایت وبصیرت کا ذریعہ بنائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین ﷺ　　　　**والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ**

12 ذوالحجہ 1446ھ، بمطابق 9 جون 2025ء

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی عَلَّامُ الْغُیُوبِ، غَفَّارُ الذُّنُوبِ، سَتَّارُ الْعُیُوبِ، مُقَلِّبُ الْقُلُوبِ، وَمُصَرِّفُ الدُّرُوبِ۔

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی سَیِّدِ الْمَحْبُوبِ، شَافِعِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْکُرُوبِ، الْمُرْسَلِ بِالْحَقِّ إِلَی الشُّعُوبِ۔

وَعَلَی آلِ الْبَیْتِ الْأَطْهَارِ الْقُرُوبِ، نُورِ الْقُلُوبِ، وَسُفُنِ النَّجَاةِ فِی بَحْرِ الْغُیُوبِ، حُبُّهُمْ فَرْضٌ وَتَرْکُهُ مِنَ الذُّنُوبِ۔

وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الصَّحْبِ الْکِرَامِ الطُّیوب، نُجُومِ الْهُدَی فِی الظُّلُمَاتِ وَالْخُطُوبِ، صَدَقُوا الْوَعْدَ وَنَالُوا الْمَطْلُوبَ۔

اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی مُحْکَمِ الْکِتَابِ الْمَکْتُوْب

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ

اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے اہلِ حق کے قلوب کو علمِ حق کے نور سے منور فرمایا، اور اہلِ بصیرت کو اپنی معرفت کے اسرار سے آگاہی بخشی۔ وہی خالقِ کائنات، مالکِ ازل و ابد، جس نے ہر شے کا علم اپنے علمِ قدیم سے گھیر رکھا ہے۔ اسی کی عطا سے اُس محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ علمِ کامل عطا ہوا جو بندوں کے علم سے ماورا ہے، اور جس کی ایک جھلک دیکھ کر فرشتے بھی دم بخود رہ جاتے ہیں۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و فضائل اور آپ کی شانِ علم و معرفت، محض کسی علمی یا نظری بحث کا عنوان نہیں، بلکہ ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ یہ عقیدہ، محبت، نسبت اور بندگی کا مقام ہے، جہاں عقل بھی سرِ نیاز جھکا دیتی ہے اور تحقیق بھی تعظیم کے دائرے سے باہر نہیں نکلتی۔ علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ ایسا نہیں کہ اس پر رائے زنی کی جائے، بلکہ یہ ایسا نور ہے جسے دلوں سے سمجھا جاتا ہے، اور زبانِ تصدیق سے مانا جاتا ہے۔

یہی وہ محرک ہے جس نے مجھے، ایک ادنیٰ طالبِ علم کو، اس عظیم، دقیق، حساس اور جلیل القدر موضوع پر قلم اٹھانے کی جسارت عطا فرمائی۔ آج کے دور میں جب کہ فتنہ انکار و تحریف اپنے پنجے گاڑ چکا ہے، اور عقائدِ اہلِ سنت کو شکوک و شبہات کے کانٹے چبھائے جا

رہے ہیں، تو دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ علمِ غیبِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ایمان افروز اور اعتقاد آفرین موضوع پر ایک ایسی کتاب مرتب کروں جو نہ صرف علمی و تحقیقی ہو، بلکہ عوام و خواص کے لیے یکساں مفید اور قابلِ فہم ہو۔

چنانچہ میں نے اس کتاب کا نام "**علم غیب نبوی پر ایک تحقیقی جائزہ**" رکھا، کہ جس میں نہ صرف اس مسئلے کی اعتقادی حیثیت کو واضح کیا ہے، بلکہ اس کی نوعیت، دائرہ، حد و حدود، اور صفاتِ الٰہیہ و نبویہ کے فرق کو مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کا انداز آسان مگر تحقیقی ہے، اسلوب سادہ مگر پراثر ہے، اور دلائل مستند و معتبر ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کتاب میں قرآن کو اول درجہ پر حوالہ بنایا گیا ہے، کیونکہ قرآنِ مجید ہی ہر دینی استدلال کی اساس و بنیاد ہے۔ پھر احادیثِ مبارکہ سے استشہاد کیا گیا ہے، اور اکابر و اسلاف کے اقوال کو جدید پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔

یہ کتاب فقط ایک مطالعہ نہیں، بلکہ ایک عقیدے کی تجدید ہے۔ اس میں چالیس اعتراضات کے جوابات نہایت تفصیل سے دیے گئے ہیں۔ مخالفین کا نقطۂ نظر بھی پیش کیا گیا ہے، تاکہ انصاف کا تقاضا پورا ہو اور قارئین کو دونوں اطراف کا مکمل علمی و اعتقادی جائزہ میسر آئے۔ جوابات میں نہ صرف دلائلِ شرعیہ ہیں، بلکہ بعض مقامات پر مصنف کی قلبی وارداتیں، جذبات، اور مشاہدات بھی تحریر کیے گئے ہیں، تاکہ قاری اس موضوع کو صرف علمی نہیں، روحانی و قلبی جہت سے بھی محسوس کرے۔

میں نے اس کتاب کی ابتدا 6 شوال 1446ھ کو کی، اور اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے **اس کا اختتام 14 شوال 1446ھ کو ہوا۔** یہ چند دن میرے لیے فقط قلمی مشقت نہیں بلکہ روحانی تڑپ، فکری تسکین، اور ایمانی سرور کے ایام تھے۔ یوں لگا کہ جیسے خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی نصرت شاملِ حال ہو، اور کاتب کے ہاتھ قلم نہیں بلکہ نسبتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے رواں ہوں۔

نصیحت

اے میرے پیارے!

یاد رکھو، ایمان سب سے قیمتی متاع ہے۔ دنیا کی ہر دولت، ہر عزت، ہر علم، ہر فہم، اور ہر طاقت، اگر ایمان سے خالی ہو تو وہ بیکار ہے۔ اور جب ایمان سلامت ہو، تو بے سر و سامانی بھی نعمت بن جاتی ہے۔ ایمان، صرف چند عقائد کا مجموعہ نہیں، بلکہ وہ روشن چراغ ہے جو دل میں جلتا ہے، اور بندے کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔

آج فتنے کروٹیں لے رہے ہیں، دین کے نام پر دین کو مسخ کیا جارہا ہے۔ایمان کے قلعے پر باطل حملہ آور ہے۔ہر گلی، ہر بستی، ہر محفل میں شکوک وشبہات کی گرد اُڑ رہی ہے۔ان حالات میں ایمان کی حفاظت سب سے بڑی عبادت ہے۔اور ایمان کی بنیاد، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل یقین، ان کی شانِ رفیعہ کا اعتراف، اور ان کے علم و مرتبے کی حقانیت کو دل سے ماننا ہے

اے میرے دل کے سکون!

یہ جان لو کہ علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار، محض کسی بات کا انکار نہیں، بلکہ یہ محبت، نسبت، ادب اور ایمان کی جڑ کاٹنے کے مترادف ہے۔جو کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے تھے، وہ دراصل اُن صفاتِ کاملہ کا انکار کرتا ہے جو اللہ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائیں۔اور جب یہ انکار دل میں بیٹھ جائے تو پھر ادب رخصت ہو جاتا ہے، اور جب ادب جاتا ہے، تو ایمان بھی رخصت ہو جاتا ہے۔

اے آنکھوں کی ٹھنڈک!

اپنے دل میں یہ پختہ کرلو کہ اللہ نے جو چاہا، اپنے نبی کو عطا فرمایا۔ربِّ قدیر نے فرمایا: "عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ أحداً إلا من ارتضی من رسول"۔اس کا مطلب صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علمِ غیب میں سے جتنا چاہے، جس نبی کو چاہے، عطا کرتا ہے۔تو جب رب نے عطا فرمایا، تو انکار کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ اگر ہمارا دل اس عطا پر خوش ہوتا ہے، تو سمجھو ہمارا دل سلامت ہے، اور اگر اس پر تنگی محسوس ہو، تو ایمان کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

اے عزیز!

عقیدہ کبھی "رائے" سے نہیں بنتا، بلکہ عقیدہ "اطاعت" سے بنتا ہے۔جو سلفِ صالحین کے نقشِ قدم پر چلے، وہی اہلِ ایمان ہے۔ہمارے اکابر نے، امام احمد رضا خان، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی، امام سیوطی، قاضی عیاض، اور دیگر بزرگانِ دین نے علمِ غیبِ نبوی پر واضح دلائل کے ساتھ کتب لکھیں۔اگر تم ایمان کی روشنی چاہتے ہو، تو ان ہی کی راہوں کو تھام لو۔

اے اہلِ محبت!

تمہارا رشتہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اُمت کا نہیں، بلکہ عشق کا ہے، نسبت کا ہے، ادب کا ہے۔جو انکار کے بیج بوتے ہیں، وہ دراصل تمہارے دلوں سے اس نسبت کو کاٹنا چاہتے ہیں۔ہوشیار رہو، یہ فتنے صرف عقل سے نہیں، عشق سے شکست کھاتے ہیں۔علم کے ساتھ محبت ہو، دلیل کے ساتھ ادب ہو، تب جا کر عقیدہ سلامت رہتا ہے۔

لہٰذا!

اے میرے قیمتی ساتھی!

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا ایمان قبر میں تمہارا سہارا بنے، تو نبی کی عظمت پر کبھی سودا نہ کرو۔ چاہے ساری دنیا تم سے روٹھ جائے، مگر نبی کی عزت کا ایک لمحہ بھی تمہارے دل سے نہ نکلے۔ یہی تمہاری نجات کا راستہ ہے۔ یہی تمہارے بچوں کے لیے ترکہ ہے، یہی تمہاری نسلوں کی خیر کا ضامن ہے۔

کتاب "علم غیب نبوی پر ایک تحقیقی جائزہ" کے نمایاں فوائد

1. ایمان کی تجدید و تقویت:

یہ کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے اثبات پر محققانہ روشنی ڈالتی ہے، جس سے محبتِ رسول مضبوط ہوتی ہے اور ایمان میں تازگی آتی ہے۔

2. عوام و خواص دونوں کے لیے یکساں مفید:

کتاب کا اسلوب عام فہم مگر تحقیقی ہے، جس سے ہر طبقے کے لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں، خواہ وہ عام قاری ہو یا عالم، طالب علم ہو یا خطیب۔

3. عقیدۂ اہلِ سنت کی وضاحت:

علمِ غیبِ نبوی پر اہلِ سنت کا مؤقف نہایت وضاحت، دلائل اور حسنِ ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جو گمراہیوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

4. مخالفین کے اعتراضات کا مسکت جواب:

کتاب میں تقریباً چالیس اعتراضات کا علمی و تحقیقی رد کیا گیا ہے، جس سے باطل نظریات کا ابطال اور حقانیت کا اظہار ہوتا ہے۔

5. قرآن و حدیث کی روشنی میں استدلال:

کتاب کی بنیاد قرآن کریم کی آیاتِ مبارکہ اور احادیثِ نبویہ پر ہے، جس سے دلائل کی پختگی اور برہان کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔

6.علم و عشق کا حسین امتزاج:

یہ کتاب نہ صرف علم کا خزینہ ہے بلکہ محبتِ مصطفیٰ سے لبریز ہے، جو دل کو روشن اور روح کو مطمئن کرتی ہے۔

7.سلف صالحین کی فکر کا تسلسل:

کتاب میں سلف صالحین کے طرزِ بیان اور تحقیق کو جدید اسلوب میں پیش کیا گیا ہے، جو قدیم اور جدید فہم کا حسین سنگم ہے۔

8.اہلِ سنت کے نوجوانوں کے لیے راہنما:

آج کے فتنہ خیز دور میں یہ کتاب نوجوانوں کو اعتقادی فتنوں سے محفوظ رکھنے والی ایک مضبوط فکری ڈھال ہے۔

9.خطباء، علماء، محققین اور طلبہ کے لیے خزانہ:

دلائل، حوالے، ترتیب اور موضوعات کی وسعت کے لحاظ سے یہ کتاب ایک بھرپور علمی مواد فراہم کرتی ہے۔

10.عقیدے کے استحکام کی ضمانت:

اس کتاب کا مطالعہ قاری کو عقیدۂ علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پختہ، مطمئن اور باادب بنا دیتا ہے، جو ایمان کی بقا اور نجات کے لیے ضروری ہے۔

میری دلی دعا ہے کہ یہ کتاب خواص کے لیے علمی و تحقیقی سرور کا باعث بنے، اور عوام کے لیے ایمان کو تازہ کر دینے والی دلیل و حجت۔ یہ محض میرا علمی اظہار نہیں بلکہ ایک ایمانی قرض کی ادائیگی ہے۔ اس عہدِ زوال میں، جب کہ صداقتیں مصلحتوں کی نذر ہو چکی ہیں، اور عقائدِ اہلِ سنت کو فقط تاویلات کی نذر کیا جا رہا ہے، ایسے وقت میں **"علمِ غیبِ مصطفیٰ"** ایک چراغ کی مانند ہے جو راہ کو روشن کرے گا، اور ان شاءاللہ، اہلِ حق کے قلوب کو جِلا دے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے لیے صدقۂ جاریہ بنائے، اور اسے امتِ مسلمہ کے دلوں میں رسوخ و قبولیت عطا فرمائے۔ جنہوں نے انکارِ علمِ غیبِ نبوی کو اپنا مشن بنا رکھا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں حق کی روشنی دکھائے، اور ہمیں استقامت کے ساتھ اہلِ سنت کے عقائد پر قائم و دائم رکھے۔

آمین یارب العالمین۔

باب اول: علمِ غیب کی تعریف، اقسام اور اس کا بنیادی نظریہ

1. لغوی تعریف

علم: جاننا، واقفیت حاصل کرنا

غیب: وہ چیز جو حواس یا عقل سے مخفی ہو، یعنی جو دکھائی نہ دے

ترکیباً: "علمِ غیب" کا مطلب ہے ایسی چیزوں کا جاننا جو ظاہری اسباب، حواسِ خمسہ، یا عقل و تجربے سے معلوم نہ ہو سکیں۔

2 اصطلاحی تعریف علمِ غیب وہ علم ہے جو: زمان و مکان سے ماورا ہو ظاہری اسباب سے بالاتر ہو

کسی مخلوق کو، اللہ تعالیٰ کے بتانے یا عطا کرنے سے حاصل ہو

3 علمِ غیب کی اقسام باعتبارِ ماخذ کے لحاظ سے:

علمائے اہلِ سنت نے دو بڑی اقسام بیان کی ہیں، اور ان دونوں کی تفصیلات دلائل و حوالہ جات کے ساتھ درج ذیل ہیں:

1. علمِ غیبِ ذاتی (ذاتی علمِ غیب)

تعریف: ایسا علمِ غیب جو کسی سے سیکھے بغیر، کسی ذریعہ کے بغیر، از خود ہو۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

دلائل قرآن:

"عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ"

ترجمہ: وہی غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔

سورۃ الحشر: 22

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا يعلم الغيب إلا الله"

ترجمہ: غیب کا علم صرف اللہ جانتا ہے۔

صحیح مسلم: 201

عقائد کی کتابوں سے:

علامہ سعد الدین التفتازانی فرماتے ہیں: العلم الذاتی لا یکون إلا لله" یعنی ذاتی علم اللہ کو ہے

2. علمِ غیبِ عطائی (عطائی علمِ غیب)

تعریف: ایسا علمِ غیب جو اللہ تعالیٰ کسی نبی، ولی یا بندے کو عطا کرے۔ یہ مخلوق کے لیے ممکن ہے، مگر اللہ کی اجازت اور عطا سے۔

دلائل قرآن:

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا * إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ"

ترجمہ: وہی غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

سورۃ الجن: 26-27

"ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ" سورۃ ہود: 49

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

حدیث: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت، فتنوں، دجال، جنت و دوزخ، شہادتِ عثمان، فتوحاتِ اسلام وغیرہ کی خبر دی —— جو سب غیبی خبریں تھیں۔

عقائد کی کتابوں سے:

امام احمد رضا خان رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

" عطائی علمِ غیب انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے، مگر یہ اللہ کی عطا سے ہوتا ہے، نہ کہ ان کی ذاتی طاقت سے۔ "

فتاویٰ رضویہ،

4: عَلمِ غیب کی اقسام باعتبارِ موضوع

یعنی جس چیز یا امر پر علمِ غیب حاصل ہو رہا ہو، اس بنیاد پر علمائے اہلِ سنت نے دو بنیادی اقسام بیان کی ہیں:

1: علمِ غیبِ مطلق

تعریف: ایسا علمِ غیب جو تمام غیبی امور کا احاطہ کرے — ہر چیز کا علم، ہر وقت، ہر پہلو سے — جس میں کسی قسم کی کمی، خطا یا جہالت کا امکان نہ ہو۔ یہ صرف اللہ کے لیے مخصوص ہے۔

دلائلِ قرآن:

" إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ" سورۃ لقمان:34

ترجمہ: بے شک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے، وہی بارش نازل فرماتا ہے، وہی جانتا ہے جو رحموں میں ہے۔

شرح: یہ آیت "مطلق علمِ غیب" کو اللہ کے ساتھ خاص کرتی ہے۔ یعنی اللہ ہر ہر معاملے کو ہر ہر وقت جانتا ہے۔

2: علم غیب مقید

تعریف: ایسا علمِ غیب جو کسی خاص بات، خاص وقت، یا خاص جگہ تک محدود ہو۔

یہ علم اللہ تعالیٰ اپنے بندوں (انبیاء، اولیاء، صالحین) کو عطا فرماتا ہے۔

دلائلِ قرآن: مثال:

"وَيُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ" سورۃ آل عمران:49

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہیں وہ بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔

اہم نکتہ:

علمِ غیبِ مقید کی بنیاد اذنِ الٰہی (اللہ کی اجازت) پر ہوتی ہے۔

بندہ چاہے نبی ہو یا ولی، اس کا علم، محدود، اور عطائی ہوتا ہے — یعنی جہاں تک اللہ چاہے۔

علمِ غیب کی اقسام باعتبارِ طریق

،یعنی وہ ذرائع یا راستے جن سے کسی بندے کو غیبی علم حاصل ہوتا ہے۔

علمِ غیب بذاتہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، لیکن وہ کسی کو چاہے تو کسی ذریعے سے عطا کر سکتا ہے۔ انہی ذرائع کو "باعتبارِ طریق" علمِ غیب کی اقسام کہا جاتا ہے۔

1: بذریعہ وحی

تعریف: ایسا علمِ غیب جو اللہ تعالیٰ براہِ راست یا فرشتے کے ذریعے اپنے نبی کو وحی کی صورت میں عطا کرے۔

دلائل قرآن:

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا" سورۃ الشوریٰ: 51

ترجمہ: کسی بشر سے اللہ کا کلام نہیں ہوتا مگر وحی کے ذریعہ، یا پردے کے پیچھے سے، یا فرشتہ بھیج کر۔

"ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ" سورہ ہود: 49

حاملین:

تمام انبیاء علیہم السلام

2: بذریعہ الہام

تعریف: ایسا علم جو اللہ تعالیٰ کسی نبی یا ولی کے دل میں القا کرے، بغیر کسی فرشتے یا وحی کے۔

دلائل قرآن:

"وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ" سورۃ القصص: 7

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف الہام کیا۔

حدیث:

،عن عائشة ،عن النبی صلی الله علیه وسلم، انه کان یقول: "قد کان یکون فی الامم قبلکم محدثون، فإن یکن فی امتی منهم احد، فإن عمر بن الخطاب، منهم"، قال ابن وهب: تفسیر محدثون ملهمون

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ "تم سے پہلے کی امتوں میں ایسے لوگ تھے جن سے بات کی جاتی تھیں اگر ان میں سے کوئی میری امت میں ہے تو عمر بن خطاب انھی میں سے ہے۔" ابن وہب نے کہا: مُحَدَّثُونَ کا مطلب ہے جن پر الہام کیا جاتا ہو۔

حاملین:

انبیاء، اولیاء، صالحین

3: بذریعہ کشف

تعریف: ایسا روحانی ادراک جس میں اللہ تعالیٰ کسی ولی، عارف یا صالح کے دل پر پردہ ہٹا دیتا ہے اور اسے غیب کی کوئی بات سجھا دیتا ہے۔

دلائل (اشارہ واستنباط) قرآن:

"فَكَشَفۡنَا عَنكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ ٱلۡيَوۡمَ حَدِيدٞ" سورۃ ق: 22

ترجمہ: تو ہم نے تجھ سے پردہ ہٹا دیا، آج تیری نظر تیز ہو گئی ہے۔

اولیاء کی کرامات:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ساریہ کو جنگ کے دوران "یاساریۃ الجبل" پکارنا، جبکہ وہ دور تھے:

حاملین:

اولیاء، ابدال، صالحین

4: بذریعہ رویاء صادقہ

تعریف: سچے خواب کے ذریعے مستقبل یا کسی غیبی امر کی اطلاع کا ملنا۔

دلائل: قرآن:

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب دیکھنا (سورۃ یوسف: 4)

"إِنِّي رَأَيۡتُ أَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبٗا

نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب میں بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم پانا (سورۃ الصافات: 102)

قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۔ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (۱۰۲)

تو ابراہیم نے کہا: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب تو دیکھ کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: اے میرے باپ! آپ وہی کریں جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اِنْ شَآءَاللہ عنقریب آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حدیث:

"الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءاً من النبوة" صحیح بخاری: 6989

ترجمہ: سچا خواب نبوت کے 46 حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

حاملین:

انبیاء، صالحین، حتیٰ کہ عام مؤمن بھی

5: بذریعہ معجزہ یا کرامت

تعریف: بعض اوقات اللہ تعالیٰ کسی نبی کو معجزے کی صورت میں یا کسی ولی کو کرامت کی صورت میں غیبی بات کی اطلاع دیتا ہے۔

مثال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میدانِ جنگ میں صحابہ کو اُن کے انجام کی خبریں دینا

حضرت خضر علیہ السلام کا لڑکے کو مارنے یا کشتی میں سوراخ کرنے کی حکمتیں جاننا (سورۃ کہف)

باب دوم: علمِ غیب کا قرآنی تصور

قرآنِ حکیم علمِ غیب کو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کے طور پر پیش کرتا ہے، مگر ساتھ ہی یہ بھی واضح فرماتا ہے کہ اللہ جسے چاہے، علمِ غیب کے بعض حصے عطا فرما دیتا ہے۔ اس باب میں ہم قرآن کی روشنی میں علمِ غیب کی حقیقت، اس کی حدود، اور نبی و ولی کو عطا کردہ غیب پر گفتگو کریں گے۔

1. علمِ غیب کی اصل: اللہ کے لیے خاص

قرآن بارہا اعلان کرتا ہے کہ غیب کا کامل، ذاتی اور محیط علم اللہ وحدہٗ لاشریک کو ہے:

مثال :

"قُل لَّا يَعۡلَمُ مَن فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضِ ٱلۡغَيۡبَ إِلَّا ٱللَّهُ" النمل: 65

"کہہ دو! آسمانوں اور زمین والوں میں سے کوئی بھی غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔"

یہ آیت ذاتی و محیط علمِ غیب کی نفی کرتی ہے، عطائی علمِ غیب کی نہیں۔

2. اللہ تعالیٰ کا اپنے برگزیدہ بندوں کو علمِ غیب عطا فرمانا

" عَٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلَىٰ غَيۡبِهِۦٓ أَحَدًا، إِلَّا مَنِ ٱرۡتَضَىٰ مِن رَّسُولٖ" الجن: 26–27

"وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس کے جس رسول کو وہ چُن لیتا ہے۔"

یہ آیت اثباتِ علمِ غیب نبوی کی سب سے صریح دلیل ہے۔

3. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عطا کردہ علمِ غیب

"وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأۡكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمۡ" آل عمران: 49

"میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں کیا جمع کرتے ہو۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزہ کے طور پر غیبی باتوں کی خبر عطا کی گئی تھی۔ تبھی تو حضرت عیسی دعوی کرتے تھے کہ میں تمھارے گھر کے پکوان کی خبر دے سکتا ہوں

4. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور غیب کی خبریں

"ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَـٰمَهُمْ "آل عمران: 44

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں اور تم ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے

یہ آیت دلالت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ماضی، حال اور مستقبل کے غیبی واقعات اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بتائے۔

5. حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب اور تعبیرِ غیب

"ذَٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي "یوسف: 37

حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر دی اور اسے علمِ ربانی قرار دیا، **جو کہ عطائی علمِ غیب ہے۔**

6. حضرت خضر علیہ السلام اور غیبی حقائق

سورہ کہف میں حضرت خضر علیہ السلام نے تین واقعات کی توجیہ کی، جو بظاہر عجیب تھیں:

1۔ کشتی کو عیب دار کرنا

2۔ بچے کو قتل کرنا

3۔ دیوار کو درست کرنا

آخر میں فرمایا:

" وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى "

"میں نے یہ سب کچھ اپنی مرضی سے نہیں کیا۔"

یعنی الہام یا غیبی تعلیم سے کیا۔

7. دیگر آیات کا حوالہ

الطلاق: 12۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔"

الانعام: 59۔ غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔"

البقرہ: 33۔ اے آدم! فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتاؤ..." (آدم علیہ السلام کو غیبی معلومات دی گئیں)

نتیجہ

قرآنِ حکیم میں علمِ غیب اللہ کی خاص صفت ہے، لیکن اس میں یہ وضاحت بھی ہے کہ رسولوں، انبیاء، اور برگزیدہ بندوں کو اللہ اپنی مرضی سے علمِ غیب عطا کرتا ہے۔

قرآن علمِ غیب کی نفی نہیں کرتا بلکہ اس کے ذاتی و عطائی ہونے کی وضاحت کرتا ہے۔

باب سوم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب—قرآن و حدیث کی روشنی میں

تمہید

جب کائناتِ وجود کی تاریکیوں میں حق کا سورج چمکا، اور کفر و ضلالت کی دھند میں ہدایت کی شعاعیں ابھریں، تب وہ ذاتِ مقدس جلوہ گر ہوئی، جس کا سینہ وحی کی تجلیات سے منور ہوا، اور جس کے لبوں پر ایسے حقائق جاری ہوئے جو نہ کسی فلسفی نے کہے، نہ کسی حکیم نے سوچے۔

وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جن کے قلبِ اطہر پر علمِ الٰہی کی بارش اتری، اور جن کی نگاہوں نے ماضی، حال اور مستقبل کے پردے چاک کر کے حقیقت کے مناظر دیکھے۔

یہی علم، جسے عرفِ عام میں **"علمِ غیب"** کہا جاتا ہے، محض مافوق الفطرت باتیں نہیں، بلکہ اللہ کی عطا کردہ وہ روشنی ہے جو نبی کو ایسے انکشافات سے بہرہ مند کرتی ہے، جن تک عام انسان کی رسائی ممکن نہیں۔

نبی کا علم، ذاتی نہیں، عطائی ہوتا ہے؛ لیکن اس عطا میں وہ شان و وسعت ہے کہ عقلیں محوِ حیرت ہو جائیں، اور زبانیں بے ساختہ "سبحان اللہ" پکار اٹھیں۔

اس باب میں ہم قرآنِ مجید کی آیات اور احادیثِ نبویہ کے ذریعے اس حقیقت کو آشکار کریں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کن کن انداز سے، کتنی وسعت کے ساتھ، اور کس مقصد کے تحت علمِ غیب عطا فرمایا۔ یہ علم نہ صرف نبوت کی صداقت کی دلیل ہے بلکہ اُمت کے لیے ہدایت، بصیرت اور ایمان کا سرمایہ بھی۔

دلائل قرآن و حدیث سے

1: سورہ آل عمران، آیت 44

ذَٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَـٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ

ترجمہ: یہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپ پر وحی کرتے ہیں۔ آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ (زکریا کی کفالت کے لیے) اپنے قلم پھینک رہے تھے اور نہ ہی آپ ان کے ساتھ تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان واقعات کا مشاہدہ نہیں کیا تھا، مگر آپ کو ان کی تفصیل وحی کے ذریعے بتائی گئی۔ یہ عطائی علمِ غیب کی واضح مثال ہے، جو اللہ کی طرف سے خاص انبیا کو دیا جاتا ہے۔

2: حدیثِ حذیفہ (صحیح بخاری:6604)

عن حذيفة رضي الله عنه، قال: "لقد خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم خطبة ما ترك فيها شيئا إلى قيام الساعة، إلا ذكره علمه من علمه، وجهله من جهله، إن كنت لأرى الشيء قد نسيت فأعرف ما يعرف الرجل إذا غاب عنه فرآه فعرفه "

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک خطبہ دیا اور قیامت تک کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا بیان نہ کیا ہو، جسے یاد رکھنا تھا اس نے یاد رکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا، جب میں ان کی کوئی چیز دیکھتا ہوں جسے میں بھول چکا ہوں تو اس طرح اسے پہچان لیتا ہوں جس طرح وہ شخص جس کی کوئی چیز گم ہو گئی ہو کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو فوراً پہچان لیتا ہے۔

تشریح: یہ حدیث علمِ غیب کی وسعت پر دلالت کرتی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف کسی ایک واقعہ کا نہیں، بلکہ قیامت تک کے واقعات کا علم اُمت کو منتقل فرمایا۔ یہ علم خود ساختہ نہیں، بلکہ اللہ کے عطا کردہ انکشافات ہیں۔

حدیث بدر

فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَى الْأَرْضِ، وَيَقُولُ: هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا... فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ، مَا أَخْطَؤُوا الْمَوَاقِعَ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے ایک دن قبل فرمایا: "کل فلاں یہاں قتل ہوگا، فلاں یہاں..." اور سب وہیں مارے گئے جہاں آپ نے فرمایا تھا۔

تشریح: مستقبل کی اتنی واضح اور صحیح پیش گوئی، وہ بھی جنگ کے متغیر حالات میں، اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے مخصوص و یقینی علمِ غیب عطا فرمایا تھا۔

4. سورہ التحریم، **آیت 3**. فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِۦ قَالَتْ مَنْ أَنۢبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْخَبِيرُ

ترجمہ: جب نبی نے راز ظاہر کیا، تو (بیوی نے) کہا: آپ کو کس نے بتایا؟ فرمایا: "مجھے علیم و خبیر (اللہ) نے بتایا۔"

تشریح: یہاں گھریلو راز کی خبر نبی کو دی گئی، جس کا کوئی ظاہری ذریعہ موجود نہ تھا۔ مگر اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم نے نبی کو حقیقت سے آگاہ کر دیا۔

5. معراج میں غیبی مناظر کی واقعہ رویت

حدیث: کتبِ احادیث میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات جنت، دوزخ، انبیائے کرام، فرشتوں اور امت کے اعمال دکھائے گئے۔

تشریح: یہ سب وہ غیبی مناظر ہیں جنہیں نہ کسی نے پہلے دیکھا تھا، نہ بعد میں کسی نے ویسا مشاہدہ کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ان مناظر کا مشاہدہ فرمایا بلکہ ان کی تفصیلات امت کو بیان فرمائیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کردہ مشہود علمِ غیب کی ایک عظیم ترین مثال ہے۔

6. منافقین کے ناموں کا علم

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: " فی اصحابی اثنا عشر منافقا، فیھم ثمانیة لا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط ثمانیة منھم تکفیکھم الدبیلة واربعة "، لم احفظ ما قال شعبة فیھم.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے نبی ﷺ سے خبر دی، کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھیوں میں سے بارہ افراد منافق ہیں، ان میں سے آٹھ ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے (کبھی داخل نہیں ہوں گے)، ان میں آٹھ ایسے ہیں (کہ ان کے شر سے نجات کے لیے ان کے کندھوں کے درمیان ظاہر ہونے والا سرخ) پھوڑا تمہاری نجات کے لیے تمہیں کفایت کرے گا۔

تشریح: منافقت ایک باطنی مرض ہے جس کا علم صرف اللہ کو ہوتا ہے، مگر اللہ نے اپنے رسول کو اس کی اطلاع دی۔ یہ نہ صرف باطنی غیب کا علم ہے بلکہ افراد کے دلوں کے حال جاننے کی صلاحیت ہے جو کہ عام بشر کے بس سے باہر ہے۔

7. علاماتِ قیامت کی خبر

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی بڑی اور چھوٹی نشانیوں کو نہایت تفصیل سے بیان فرمایا، جن میں سے کئی آج ہو بہو ظاہر ہو چکی ہیں، جیسے:

علم کا اٹھ جانا، زنا، شراب، فتنوں کا پھیلنا

یہ سب مستقبل کے غیبی انکشافات ہیں، جو وقت کے ساتھ اپنی سچائی ثابت کرتے جا رہے ہیں۔ ان کی پیشین گوئی وحی کے بغیر ممکن نہیں۔

8. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی وسعت

حدیث:

صحیح مسلم کی روایت ہے "أُوتِيتُ مَفَاتِحَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا خَمْسًا"

ترجمہ: مجھے ہر شے کی کنجیاں (علم) دی گئی ہیں سوائے پانچ چیزوں کے (جن کا علم صرف اللہ کے پاس ہے)۔

تشریح: یہ حدیث اجمالی طور پر اس عظیم عطا کا بیان ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوئی۔

نیز اس حدیث میں صرف پانچ امور کا استثنا اس بات کا ثبوت ہے کہ دیگر غیبی امور کا علم اللہ نے آپ کو عطا فرمایا۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے غیوب خمسہ کے جزئیات سے بھی آپ کو نوازہ ہے۔

نکتہ: وحی، الہام اور فراست — **علمِ غیب کی صورتیں**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم ملا، وہ مختلف انداز سے ملا:

1. **وحی جلی** (قرآن): جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے
2. **وحی خفی** (الہام، خواب): بغیر واسطہ
3. **فراستِ نبوی:** "اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله" (ترمذی)

اور نبی کی فراست تو اس درجہ اعلیٰ ہے کہ باطن کو بھی پہچانتی ہے۔

اختتامی نکتہ: علمِ غیب کا انکار درحقیقت شانِ نبوت کا انکار ہے

اگر علمِ غیب کا انکار کیا جائے، تو یہ وحی کا انکار، معجزات کا انکار، پیش گوئیوں کا انکار، صداقتِ نبوت کا انکار بن جاتا ہے۔ اس لیے علمِ غیب کی عطا کا عقیدہ نہ صرف جائز ہے بلکہ حقیقتِ نبوت کا تقاضا بھی ہے۔

یہ صرف چند دلائل ہیں، ورنہ قرآن و حدیث کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے سینکڑوں پہلو موجود ہیں۔

ہر ایک دلیل اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ نبی کا علم، اللہ کا عطا کردہ، سچا، واضح اور وسیع ہوتا ہے، جس کی بنیاد وحی، الہام اور معجزاتی بصیرت پر ہوتی ہے۔

باب چہارم

غزوات و تاریخی واقعات میں علمِ غیبِ نبوی کے مظاہر

تمہید:

تاریخ ہمیشہ حال کی کوکھ سے جنم لیتی ہے، اور مستقبل کا بستر ماضی کے تکیے پر بچھتا ہے۔

جب محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی، تو صرف مدینہ کی طرف سفر نہ تھا، بلکہ آنے والے زمانوں میں حق و باطل کے تصادم کی تمہید تھی۔

ہر معرکہ، ہر غزوہ، ہر اقدام — ایک منصوبۂ الٰہی کے تحت تھا، جس کی خبر محبوبِ خدا کو پہلے ہی دے دی گئی تھی۔

یہ باب ان تاریخی لمحوں کی داستان ہے، جن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی ایسی خبریں دیں جن کا ظہور حرف بہ حرف ہوا

1. غزوہ بدر میں مقتولین کی نشاندہی

یہ بدر کا بیان حضرت عمر کی زبان حضرت انس بن مالک سے مروی ہے

عن أنس بن مالك رضي الله عنه :

فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَئُوا الْحُدُودَ الَّتِي حَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن پہلے ہمیں بدر (میں قتل ہونے) والوں کے گرنے کی جگہیں دکھا رہے تھے: آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''ان شاء اللہ! کل فلاں کے قتل ہونے کی جگہ یہ ہو گی۔'' کہا: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! وہ لوگ ان جگہوں کے کناروں سے ذرا بھی ادھر ادھر (قتل) نہیں ہوئے تھے جن کی نشاندہی رسول اللہ ﷺ نے کی تھی۔ (صحیح مسلم، رقم: 7222)

تشریح: یہ واضح معجزۂ علمِ غیب کے ثبوت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقبل کے واقعات کو مقام و نام کے ساتھ بیان فرمایا، اور حرف بہ حرف واقعہ رونما ہوا۔

2. غزوہ خندق اور مستقبل کی سلطنتوں کی پیش گوئی

ترجمہ: غزوۂ خندق کے موقع پر جب ایک پتھر نہیں ٹوٹ رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرب لگائی اور فرمایا: ''اللہ اکبر! مجھے شام کی چابیاں عطا ہو گئیں... فارس کی چابیاں عطا ہو گئیں... یمن کی چابیاں عطا ہو گئیں!''

3. فتح مکہ کی پیش گوئی

قرآنِ کریم: (الفتح: 27)

"لَقَدۡ صَدَقَ ٱللَّهُ رَسُولَهُ ٱلرُّءۡيَا بِٱلۡحَقِّۖ لَتَدۡخُلُنَّ ٱلۡمَسۡجِدَ ٱلۡحَرَامَ إِن شَآءَ ٱللَّهُ ءَامِنِينَ"

ترجمہ: یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو سچائی کے ساتھ خواب دکھایا کہ تم ضرور مسجد الحرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گے، ان شاء اللہ۔"

آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا سچا خواب سچ کر دیا، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تم ضرور مسجدِ حرام میں امن و امان سے داخل ہو گے، کچھ اپنے سروں کے تمام بال منڈاتے ہوئے اور کچھ تھوڑے سے بال ترشواتے ہوئے، تمہیں کسی دشمن کا ڈر نہیں ہو گا اور اللہ تعالیٰ کو وہ معلوم ہے جو تمہیں معلوم نہیں یعنی یہ کہ تمہارا داخل ہونا اگلے سال ہے اور تم اسی سال سمجھے تھے اور تمہارے لئے تاخیر بہتر تھی کہ اس کے باعث وہاں کے ضعیف مسلمان پامال ہونے سے بچ گئے تو اس نے مکے میں داخلے سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی ہے کہ جس فتح کا وعدہ کیا گیا اس کے حاصل ہونے تک مسلمانوں کے دل اس سے راحت پائیں۔ نزدیک آنے والی فتح سے مراد خیبر کی فتح ہے۔

خلاصہ یہ خواب صلح حدیبیہ کے موقع پر دکھایا گیا، اور 2 سال بعد فتح مکہ کی صورت میں مکمل ہوا۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب بوضوح ثابت ہوتا ہے۔

4. حجۃ الوداع میں اُمّت کا مستقبل

حدیث: إنكم محشورون حفاة عراة غرلا، ثم قرأ: كما بدأنا أول خلق نعيده... ثم قال: ألا هل بلغت؟ اللهم فاشهد."

ترجمہ: تم سب قیامت کے دن ننگے پاؤں، ننگے بدن، غیر مختون اٹھائے جاؤ گے... پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے (تم تک پیغام) پہنچا دیا؟ اے اللہ! گواہ رہ!"

تشریح: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مستقبل، قیامت کی ہولناکیوں اور بعث بعد الموت کی خبر ہے، جو آپ نے حجۃ الوداع میں پیشگی بیان فرمائی۔

خلاصہ: غزوات اور تاریخی مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خبریں دیں جو عام فہم، عقل، یا ظاہری اسباب سے ممکن نہ تھیں۔
ان تمام خبروں کا ماخذ وحی الٰہی تھا۔
یہ باب علمِ غیبِ نبوی کے عملی مظاہر کا روشن ثبوت ہے۔

باب پنجم

فردی و باطنی امور میں علمِ غیبِ نبوی کے مظاہر

تمہید:

وہ نگاہِ نبوت جو مستقبل کے معرکوں اور عالمی انقلاب کے مناظر دیکھ چکی ہو، وہ افراد کے باطن، نیتوں، دلوں اور گھروں کی دیواروں کے پیچھے چھپے رازوں کو نہ جانے کیوں کر؟

نبوت، صرف عام ہدایت یا خارجی امور تک محدود نہیں، بلکہ وہ نورِ الٰہی دلوں میں اترنے والی کیفیتوں کو بھی جانتا ہے، اور بسا اوقات اُس پر ایسا غیب کھولا جاتا ہے جو کسی فرد کے ظاہر سے متعلق نہ ہو، بلکہ اس کی نیت، ایمان، اخلاص یا انجام سے تعلق رکھتا ہو۔

1. دلوں کے احوال کا علم

حدیث: عن أنس رضي الله عنه قال: مرّ بجنازة فأثنوا عليها خيرًا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "وجبت"... ثم مرّوا بأخرى، فأثنوا عليها شرًا، فقال: "وجبت"، قالوا: ما وجبت؟ قال: "هذا أثنيتم عليه خيرًا، فوجبت له الجنة، وهذا أثنيتم عليه شرًا، فوجبت له النار،

(صحیح بخاری، حدیث: 1367)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی اچھائی بیان کی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واجب ہو گئی (جنت)"۔

پھر دوسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی برائی بیان کی، نبی نے فرمایا: "واجب ہو گئی (جہنم)"...

لوگوں نے پوچھا: "کیا واجب ہو گیا؟"

فرمایا: "تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو، جس کے بارے میں تم اچھائی کہو، اس کے لیے جنت، اور جس کے لیے برائی کہو، اس کے لیے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔"

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے باطن اور انجام کی خبر فرمائی، اور غیب کا علم بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فلاں شخص کا کیا فیصلہ ہے۔ اور فلاں کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا

2. منافقین کے رازوں کا علم

قرآن: وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ ٱلْأَعْرَابِ مُنَٰفِقُونَ ۖ وَمِنْ أَهْلِ ٱلْمَدِينَةِ ۖ مَرَدُوا۟ عَلَى ٱلنِّفَاقِ ۖ لَا تَعْلَمُهُمْ ۖ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ..."(التوبہ:101)

ترجمہ: "اور تمہارے ارد گرد کے دیہاتیوں میں منافق ہیں، اور مدینہ والوں میں بھی، جو نفاق پر جمے ہوئے ہیں۔ تم انہیں نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں۔"

تم انہیں نہیں جانتے، ہم انہیں جانتے ہیں۔} اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ ایسا جاننا جس کا اثر انہیں معلوم ہو، وہ ہمارا جاننا ہے کہ ہم انہیں عذاب کریں گے یا حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے منافقین کا حال جاننے کی نفی جو پہلے ہو چکا اس کے اعتبار سے ہے اور اس کا علم بعد میں عطا ہوا جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا

"وَلَتَعۡرِفَنَّهُمۡ فِیۡ لَحۡنِ الۡقَوۡلِ"(محمد:۳۰)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور ضرور تم انہیں گفتگو کے انداز میں پہچان لوگے۔(جمل، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۱۰۱، ۳/۳۰۴، ملخصاً)

کلبی اور سدی نے کہا کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جمعہ کے دن خطبے کے لئے قیام کر کے نام بنام فرمایا: نکل اے فلاں! تو منافق ہے، نکل۔ اے فلاں! تو منافق ہے، تو مسجد سے چند لوگوں کو رسوا کر کے نکالا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس کے بعد منافقین کے حال کا علم عطا فرمایا گیا

خلاصہ

ابتدائی طور پر یہ نکتہ یہاں واضح کیا گیا کہ عام طور پر ان منافقین کو کوئی نہیں جانتا، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں —— لیکن پھر نبی کریم کو ان کے بارے میں بعد میں علم عطا فرمایا گیا۔

3. خطِ حاطب بن ابی بلتعہ کا راز فاش ہونا

حدیث : عن علی رضی اللہ عنہ قال: بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا والزبير والمقداد، فقال: "انطلقوا حتى تأتوا روضة خاخ، فإن بها ظعينة، ومعها كتاب، فخذوه منها... صحیح البخاری حدیث:3007

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، زبیر اور مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا اور فرمایا: "روضة خاخ جاؤ، وہاں ایک عورت ہے، اس کے پاس ایک خط ہے، وہ لے آؤ۔"

تشریح: یہ مکمل طور پر وحی پر مبنی غیبی خبر تھی، کوئی ظاہری ذریعہ نہ تھا، مگر جیسا فرمایا ویسا ہی واقعہ پیش آیا—اس خط کے ذریعے مکہ کے کفار کو مسلمانوں کے منصوبے کی اطلاع دینے کی کوشش ہو رہی تھی۔

4. حضرت علیؓ کے مستقبل کا بیان

عن عمار بن یاسر قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی: تقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین."

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم باغیوں، ظالموں اور دین سے نکل جانے والوں سے قتال کرو گے۔"

تشریح: یہ پیشن گوئی بعد میں جنگوں میں پوری ہوئی، جو حضرت علیؓ نے لڑیں

5. شہیدوں کے انجام کی خبر دینا

حدیث:

،عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ،وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ،وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ ،وَالرِّيحُ رِيحُ الْمِسْكِ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس کے راستے میں کون زخمی ہوا ہے' وہ قیامت کے دن اس طرح سے آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہو گا' رنگ تو خون جیسا ہو گا لیکن اس میں خوشبو مشک جیسی ہو گی۔''

اس مثال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں کے انجام کی خبر دی جو کے مستقبل کی خبر ہے پس یہ بھی علم مایکون کا حصہ سے ہے

6. اپنی وفات کی خبر

حدیث: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حجة الوداع خذوا عنی مناسککم، فلعلی لا ألقاکم بعد عامی ھذا.

ترجمہ: مجھ سے حج کے طریقے سیکھ لو، شاید میں اس سال کے بعد تم سے نہ مل سکوں۔"

تشریح: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی وفات کی غیبی خبر تھی، جو عین حق نکلی۔

خلاصہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف عالمی و تاریخی، بلکہ فردی، باطنی اور نجی امور کا علم بھی عطا ہوا۔

یہ سب علم وحی اور الہام پر مبنی تھا۔

باب ششم

امتِ مسلمہ کے مستقبل سے متعلق علمِ غیبِ نبوی

تمہید:

زمانے کی آنکھ بہت کچھ دیکھتی ہے، مگر نبوت کی نگاہ اُس وقت کو بھی دیکھ لیتی ہے جو ابھی پردۂ تقدیر میں چھپا ہوتا ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا نورِ غیب منکشف ہوا، جو صرف اُس وقت کی نہیں، بلکہ آنے والی صدیوں، تہذیبوں اور فتنوں کی خبر بھی لیے ہوئے تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے جو کچھ نکلا، وہ صرف حال کی تشریح نہیں تھی، بلکہ مستقبل کی تصویر کشی بھی تھی—— ایسی تصویر جو وقت گزرنے کے ساتھ عیاں ہوتی گئی، اور جس کے ظہور پر آج بھی امت حیران ہے۔

1. امت میں فرقوں کی خبر

حدیث:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: افْتَرَقَتْ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَتَفَرَّقَتِ النَّصَارَى عَلَى إِحْدَى أَوْ ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً.

(سنن أبي داود:4596)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہودی اکہتر یا بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے اور عیسائی بھی اکہتر یا بہتر فرقوں میں بٹے اور میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی۔''

تشریح: یہ علم صرف تاریخی نہیں، بلکہ امت کے باطنی اور فکری انتشار کی غیبی خبر ہے، جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے بیان فرمایا۔

2. فتنوں کی کثرت

حدیث: عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: " یتقارب الزمان، وینقص العمل، ویلقی الشح، وتظہر الفتن، ویکثر الہرج، قالوا: یا رسول اللہ، ایم ہو؟، قال: القتل القتل

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”زمانہ قریب ہوتا جائے گا اور عمل کم ہوتا جائے گا اور لالچ دلوں میں ڈال دیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہونے لگیں گے اور «ھرج» کی کثرت ہو جائے گی۔“ لوگوں نے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ «ھرج» کیا چیز ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قتل! قتل

تشریح:

یہ اشارہ ہے اُس وقت کی طرف جب ہر دل آزمائشوں میں مبتلا ہوگا، ایمان متزلزل ہوگا — آج کا دور اس حدیث کا عملی ظہور ہے۔ جس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم غیب کے ذریعہ سے پہلے ہی لوگوں کو آگاہ کر دیا تھا

3. خلافت وملوکیت کا تسلسل

حدیث: عن سفینۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"الخلافۃ فی أمتی ثلاثون سنۃ، ثم تکون ملکاً عضوضاً."

(سنن أبي داود: 4646)

ترجمہ: "میری امت میں خلافت تیس سال رہے گی، پھر بادشاہت کا دور آجائے گا۔"

تشریح:

یہی کچھ ہوا — حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے دیکھا ملوکیت کا آغاز ہوا، جیسا کہ نبی نے خبر دی تھی۔ **اپنے علم غیب سے**

4. قیامت سے پہلے عالمی احوال

حدیث: عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:

"لا تقوم الساعة حتى يقاتل المسلمون اليهود، حتى يختبئ اليهودي وراء الحجر أو الشجرفيقول الحجر والشجر: يا مسلم هذا يهودي خلفي، تعال فاقتله،..."

ترجمہ: قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے قتال نہ کریں گے، یہاں تک کہ یہودی پتھر یا درخت کے پیچھے چھپے گا، اور وہ کہے گا: اے مسلمان! اے عبداللہ! یہ یہودی میرے پیچھے ہے، اسے قتل کر۔"

تشریح: یہ غیبی خبر آج کی عالمی سیاست، فلسطین واسرائیل کے تنازعے اور مسلم یہودی تعلقات پر روشنی ڈالتی ہے۔

5. بعض افراد کے انجام کی خبر

حدیث: عن أبي هريرة (ر)، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أبشر عمار تقتلك الفئة الباغية

ترجمہ: ابو ھریرۃ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عمار کو بتادو کہ تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔"

تشریح:

حضرت عمار کی شہادت صفین میں ہوئی، اور ان کو مخالف فوج نے شہید کیا—جو ان کی اپنی ظاہری فوج صف کا حصہ تھی، مگر نبی نے انہیں باغی گروہ قرار دیا۔

خلاصہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے داخلی و خارجی مستقبل کا ہمارے اعتبار سے تفصیلی علم عطا ہوا۔

یہ تمام علوم وحی کے ذریعہ، بغیر ظاہری اسباب کے ظاہر ہوئے۔آج بھی ان پیش گوئیوں کا ظہور امت کے حقانیتِ نبوت پر ایمان کو مزید مستحکم کرتا ہے۔

باب ہفتم

قیامت کی علامات و حوادث پر علمِ غیبِ نبوی

تمہید:

ہر آنے والا لمحہ اپنے اندر ایک راز رکھتا ہے، اور وہ راز صرف اُسی ذات پر کھلتا ہے جس پر "اللہ تعالیٰ" کھول دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ قیامت سے متعلق بیان فرمایا، وہ صرف تنبیہ نہیں، بلکہ غیب کی چابیاں تھیں — جو اللہ نے صرف اپنے حبیب کو عطا فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو نہ صرف قیامت کے قریب آنے والے فتنوں، دجال، یاجوج و ماجوج، سورج کے طلوعِ مغرب سے بلکہ قیامت کے ظہور اور اس کے بعد کے مناظر تک کی خبریں دی۔

1. قیامت کی بڑی علامتیں

حدیث: عن حذيفة بن أسيد الغفاري — رضي الله عنه — قال: اطلع النبي — صلى الله عليه وسلم — علينا ونحن نتذاكر. فقال: "ما تذكرون؟". قالوا: نذكر الساعة. قال: "إنها لن تقوم حتى تروا قبلها عشر آيات، فذكر الدخان، والدجال، والدابة، وطلوع الشمس من مغربها، ونزول عيسى بن مريم، ويأجوج ومأجوج، وثلاثة خسوف: خسف بالمشرق، وخسف بالمغرب، وخسف بجزيرة العرب، وآخر ذلك نار تخرج من اليمن تطرد الناس إلى محشرهم،

عن حذيفة بن أسيد الغفاري رضي الله عنه قال: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، جب کہ ہم آپس میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا:

"تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو؟"

صحابہ نے عرض کیا: "ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس سے پہلے دس (بڑی) نشانیاں نہ دیکھ لو۔"

پھر آپ نے ان کا ذکر فرمایا:

(1)دھواں،

(2)دجال،

(3)دابۃ الارض (زمین سے نکلنے والا جانور)،

(4)سورج کا مغرب سے طلوع ہونا،

(5)عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول،

(6)یاجوج وماجوج،

(7)مشرق میں زمین میں دھنس جانا،

(8)مغرب میں زمین میں دھنس جانا،

(9)جزیرہ عرب میں زمین میں دھنس جانا،

(10)اور سب سے آخر میں ایک آگ جو یمن سے نکلے گی، لوگوں کو ان کے جمع ہونے کی جگہ (محشر) کی طرف ہانک دے گی۔"

تشریح: اس حدیث سے حاصل ہونے والے نکات

1۔ مستقبل کی یقینی خبر دینا:

یہ امور قیامت سے قبل واقع ہوں گے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینی لہجے میں فرمایا:

"إنها لن تقوم حتى تروا قبلها عشر آيات"

یعنی "قیامت نہیں آئے گی جب تک یہ دس نشانیاں تم نہ دیکھ لو۔"

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو ان امور کا یقینی علم عطا کیا گیا تھا۔

2. ترتیب و تفصیل کے ساتھ بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف علامات کو گنوایا بلکہ مخصوص ترتیب اور جغرافیائی مقامات کے ساتھ ذکر فرمایا:

تین خسف: مشرق، مغرب، جزیرہ عرب

آگ کا مقام: یمن اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کوئی عمومی پیش گوئی نہیں، بلکہ تفصیلی علم ہے جو وحی کے ذریعے عطا ہوا۔

3. عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں، مگر غیب کی خبر دینا:

یہ نکتہ اہلِ سنّت کے نظریہ علمِ غیبِ نبوی کا جوہر ہے:

نبی عالم الغیب بذات خود نہیں، مگر اللہ کے بتانے سے غیب جانتے ہیں۔

یہ حدیث اس کی کامل مثال ہے:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کی علامات کا غیبی علم عطا فرمایا، اور آپ نے اسے امت تک پہنچایا۔

4. خبر کا ہر دور میں درست ثابت ہونا:

آج 1400 سال بعد بھی ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی گئی علامات میں سے بعض ظاہر ہو چکیں، اور بعض کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔

یہ اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ آپ کو جو علم دیا گیا، وہ الٰہی علم تھا، جس میں کذب یا ظن کا شائبہ بھی نہیں۔

اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال، دخان، دابۃ الأرض، طلوع الشمس من مغرب، نزول عیسیٰ، خروج یاجوج ماجوج جیسے بڑے واقعات کی پیش گوئی کی۔

2. دجال کا فتنہ

حدیث: عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ فِی مَصْرَعِ الدَّجَّال: "فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ عزوجل الْمَسِيحَ بْنَ مَرْيَمَ علیہ السلام فَيَطْلُبُهُ۔ أَیْ فَيَطْلُبُ الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ الْمَسِيحَ الدَّجَّال۔ حَتَّىٰ يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُه

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے قتل کے بارے میں فرمایا: پس جب دجال اس حالت میں ہوگا (یعنی زمین میں فساد پھیلائے گا)، تو اللہ عزوجل حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا پھر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دجال کا پیچھا کریں گے، یہاں تک کہ اُسے 'بابِ لُد' (یعنی لُد نامی دروازے یا مقام) پر پالیں گے اور وہاں اسے قتل کر دیں گے۔

تشریح: دجال کے ظہور اور انجام کی یہ خبر واضح کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بڑی عالمی آزمائشوں کا پیشگی علم عطا ہوا۔

3. یاجوج ماجوج

قرآن: الأنبياء: 96

"حتى إذا فُتِحت يأجوجُ ومأجوجُ وهم من كلِّ حدبٍ ينسلون"

ترجمہ: یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا، اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے آئیں گے۔"

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تفصیلات حدیث میں بتائیں، جیسے کہ ان کی تعداد، فتنہ، اور ہلاکت۔

4. سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

حدیث: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها..."

ترجمہ: "قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو۔"

تشریح: ایسا واقعہ آج تک نہیں ہوا، اور جب ہوگا، وہ صرف غیب کا مشاہدہ بنے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر صدیوں پہلے دی۔

5. قیامت کا آغاز

قرآن: يسألك الناس عن الساعةِ قل إنما علمُها عندَ اللهِ وما يُدريك لعلّ الساعةَ تكونُ قريباً"

(الأحزاب: 63)

تشریح:

اگرچہ قیامت کا وقت اللہ کے پاس مخصوص ہے، مگر قیامت کے قریب کے حالات اور مناظر کا علم نبی کو عطا کیا گیا۔

خلاصہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے تمام اہم مراحل، اس سے قبل کے فتنے اور اس کے بعد کے احوال تفصیل سے بیان فرمائے۔
یہ علم صرف وحی سے حاصل شدہ تھا، اور یہ سب علمِ غیب ہے جو خاص طور پر نبی کو عطا کیا گیا۔

باب ہشتم:

قبر، برزخ اور آخرت سے متعلق علمِ غیبِ نبوی صلی علیہ وآلہ وسلم

تمہید:

انسان کی نظر جہاں ختم ہوتی ہے، وہاں سے حقیقت کی دنیا شروع ہوتی ہے۔

موت کے بعد کا سفر ایک ایسا عالم ہے جو کسی بشر نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، مگر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے سوالات، عذاب و نعمت، حشر و نشر، پل صراط، میزان اور جنت و جہنم جیسے مراحل ایسے بیان فرمائے جیسے کوئی آنکھوں دیکھا حال سنا رہا ہو۔

یہی "علمِ غیبِ نبوی" کا وہ روشن پہلو ہے جس نے قیامت کے بعد کی زندگی کو نہ صرف ظاہر کیا بلکہ ایمان کو یقین کی بلندی پر پہنچا دیا۔

1. قبر میں سوال و جواب

ترجمہ: حدیث: عن أنس رضی الله عنه عن النبی - صلی الله علیه وسلم - قال

"إن العبد إذا وُضع فی قبره وتولّی عنه أصحابه، إنه ليسمع قرع نعالهم

أتاه ملكان فأقعداه فيقولان له : ماكنت تقول فی هذا الرجل محمد - صلی الله عليه وسلم - فيقول : أشهد أنه عبد الله ورسوله ،فيقال : انظر إلى مقعدك من النار أبدلك الله به مقعدا من الجنة ،قال النبی - صلی الله عليه وسلم - : فيراهما جميعا ،وأما الكافر أو المنافق فيقول : لا أدری كنت أقول ما يقول الناس ،فيقال : لا دريت ولا تليت ،ثم يضرب بمطرقة من حديد ضربة بين أذنيه فيصيح صيحة يسمعها من يليه إلا الثقلين" .

النبی - صلی الله عليه وسلم ارشاد فرماتے ہیں

مردے کو جب اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اسے چھوڑ دیتے ہیں تو وہ انکی جوتیوں کی آواز سنتا ہے پھر اس (مرنے والے) کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں:

'تو اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتا تھا؟'

تو وہ (مومن) کہتا ہے:

'میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔'

پھر کہا جاتا ہے:

'اپنی جہنم والی جگہ کو دیکھ، اللہ نے اس کے بدلے تجھے جنت میں جگہ عطا فرمائی ہے۔'

تو وہ اپنی دونوں جگہوں کو دیکھتا ہے۔

اور رہا کافر یا منافق، تو وہ کہتا ہے:

'مجھے نہیں معلوم، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔'

پھر اس سے کہا جاتا ہے:

'نہ تو نے جانا، نہ تو نے تلاوت کی۔'

پھر اس کے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کی ایک بڑی ہتھوڑے سے ضرب لگائی جاتی ہے،

تو وہ ایسی چیخ مارتا ہے کہ اس کے ارد گرد کی تمام مخلوق اسے سنتی ہے، سوائے جن و انس کے۔"

یہ حدیث علم غیب نبوی کی ایک اہم دلیل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے عالم، فرشتوں کے سوالات، مومن و کافر کے جوابات، اور عذاب و انعام کی تفصیل کو نہ صرف بیان کیا بلکہ اس کو یقینی اور مشاہدہ کی طرح پیش فرمایا، حالانکہ یہ سب کچھ غیب کے دائرے میں آتا ہے۔

2. جنت و دوزخ کے مناظر

حدیث: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت الجنة، ورأيت النار..."

ترجمہ: "میں نے جنت کو دیکھا، اور جہنم کو بھی۔"

تشریح: یہ وہ علم ہے جو صرف مشاہدۂ نبوت کے ذریعہ حاصل ہوا۔

کوئی دوسرا بشر قیامت سے پہلے ان چیزوں کو نہیں دیکھ سکتا۔

3،4،5. پل صراط، میزان، حوضِ کوثر

حدیث: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"أنا أول الناس يشفع في الجنة، وأنا أكثر الأنبياء تبعاً"

رسول اللہ نے فرمایا کہ میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو جنت کے بارے میں شفاعت کروں گا اور میرے بعد بہت سے انبیاء

تشریح: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام مقامات کی تفصیلات عطا کی گئیں:

پل صراط: نازک ترین راستہ جہنم کے اوپر

میزان: جس پر اعمال تولے جائیں گے

حوض کوثر: جہاں امتی پانی پئیں گے

یہ سب علوم ان دنیاؤں کے بارے میں ہیں جو پردۂ غیب میں ہیں، اور یہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئے۔

6. شفاعتِ کبریٰ اور عرش کے سامنے کی حالت

حدیث: قال رسول الله أنا سيد ولد آدم يوم القيامة... وأنا أول من ينشق عنه القبر..."

ترجمہ میں قیامت کے دن تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں ہی وہ پہلا ہوں جس کی قبر شق (پھٹے) گی (یعنی سب سے پہلے میں قبروں سے اٹھایا جاؤں گا)۔"

تشریح: یہ وہ عالم ہے جہاں نہ کوئی بشر پہنچا، نہ کوئی عقل۔

مگر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر بھی جو واقعات ہوں گے، ان کی وضاحت فرمائی۔

خلاصہ:

قبر، برزخ اور آخرت کے تمام مراحل کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا۔

یہ علم مکمل طور پر غیبی ہے، جس کا انحصار صرف وحی پر ہے۔

ہر مسلمان ان تفصیلات کو پڑھ کر جانتا ہے کہ نبی کا علمِ غیب اللہ کے عطا کردہ وسیع دائرے پر محیط ہے۔

باب نہم

مخالفین کے دعوائے انکارِ علمِ غیبِ نبوی کا تحقیقی و مآخذی تجزیہ

تمہید:

دعویٰ جب اعتقاد کا لباس پہنتا ہے تو یا تو دلیل سے مزین ہوتا ہے، یا تعصب سے آلودہ۔

علمِ غیبِ نبوی کا انکار کرنے والے، اپنے موقف کو قرآن کی بعض آیات، احادیث کے ظاہری معانی، اور توحید کی ناپختہ تشریح سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس باب میں ہمارا مقصد محض ان کے دعووں کی علمی بنیادوں کو اجاگر کرنا ہے—تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو کہ مخالفین کس زاویے سے سوچتے ہیں، اور وہ کن دلائل کو اپنی بنیاد بناتے ہیں۔

1. دعویٰ نمبر 1: علمِ غیب صرف اللہ کی صفت ہے

دلیل: قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب إلا الله (سورة النمل: ٦٥)

موقف مخالفین:

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

نبی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں

2. دعویٰ نمبر 2: نبی کا انکارِ علمِ غیب

دلیل: قل لا أقول لكم عندي خزائن الله ولا أعلم الغيب (الانعام: ٥٠)

موقف مخالفین:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے علمِ غیب کی نفی فرمائی،

اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کو غیب کا کوئی علم حاصل نہیں۔ اس لئے تو نفی کی اور اگر علم غیب کے ہوتے ہوئے نبی کا نفی کرنا جھوٹ ہے اور جھوٹ نقص ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام ہر طرح کے نقص سے پاک ہیں لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں

3. دعویٰ نمبر 3: اگر نبی کو غیب کا علم ہوتا تو دنیا کے حادثات سے بچتے

دلیل: کہ غزوہ اُحد میں مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف میں پتھر کیوں کھائے منافقین مسجد میں کیوں رہے؟

موقف مخالفین:

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کو مستقبل کی خبر نہ تھی۔

4. دعویٰ نمبر 4: علمِ غیب مخلوق کو دینا شرک ہے

موقف مخالفین:

غیب کا علم اللہ کی خاص صفت ہے۔ اگر ہم نبی کے لیے غیب کا علم مان لیں تو یہ توحید کے خلاف ہے۔

5. دعویٰ نمبر 5: بعض احادیث کی رو سے نبی لاعلم تھے

مثال: حدیثِ افک: نبی نے کئی دن تک حضرت عائشہ پر تہمت کے بارے میں کچھ نہ کہا۔

موقف مخالفین:

اگر نبی کو غیب کا علم ہوتا تو فوراً بتا دیت

نیز ذیل میں ایسی آیات قرآن کو پیش کیا جاتا ہے جس میں غیب کا اثبات صرف اللہ کے لیے ہے اور مخالفین ذیل میں دی گئیں بہت سی آیات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے عدم ثبوت علم غیب پر استدلال کرتے ہیں لہذا ان آیات کا علم ہونا بھی ضروری ہے

۱۔ سورۃ النمل (۲۷:۶۵)

آیت: قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ: تم فرماؤ: آسمانوں اور زمین میں جو ہیں کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ کے۔

تشریح:

اس آیت میں تمام مخلوق کی علمِ غیب سے کلی نفی کی گئی، یعنی انبیاء، فرشتے، اولیاء، سب اس علم سے خالی ہیں؛ غیب صرف اللہ جانتا ہے۔

۲. النجم (۵۳:۳۲)

آیت: اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ -هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ

ترجمہ: بیشک تمہارا رب بخشش میں وسیع ہے، وہی تمہیں خوب جانتا ہے۔

تشریح:

اللہ بندوں کے ظاہر و باطن، چھپے رازوں، نیتوں —— سب کا عالم ہے۔ کسی کو بھی ایسی معرفت حاصل نہیں۔

۳. سورۃ الانعام (۶:۵۰)

آیت: قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ

ترجمہ:

تم فرماؤ: میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں۔

تشریح:

نبی پاک ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ خود اعلان کریں کہ غیب کا ذاتی علم میرے پاس نہیں۔

4. سورۃ الاعراف (۷:۱۸۸)

آیت: قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ، وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ

ترجمہ:

تم فرماؤ: میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا کچھ مالک نہیں، مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت بھلائیاں جمع کر لیتا۔

تشریح:

اس آیت سے ظاہر ہے کہ نبی کو بھی علمِ غیب حاصل نہیں، ورنہ نقصان سے بچ جاتے۔ اور خیر کثیر جمع کر لیتے لہذا نبی کو علم غیب نہیں ہے

۵. الحدید (۵۷:۶)

آیت: يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

ترجمہ: وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے، اور وہ دلوں کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

تشریح:

دلوں کے راز، جو سب سے چھپے ہوتے ہیں، وہ صرف اللہ کے علم میں ہیں۔

۶. سورۃ لقمان (۳۱:۳۴)

آیت: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (۳۴)

ترجمہ: بیشک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ بارش اتارتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کمائے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ علم والا، خبردار ہے۔

تشریح:

پانچ غیبی امور بیان کیے گئے جو صرف اللہ کے علم میں ہیں، کسی کو ان کا مکمل علم نہیں۔

۷. سورۃ آل عمران (۳:۱۷۹)

آیت: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع کرے

تشریح:

یہ اعلان ہے کہ عام انسانوں کو غیب پر مطلع نہیں کیا جاتا، یعنی علمِ غیب اللہ کے لیے خاص ہے۔

۸. سورۃ ھود (۱۱:۳۱)

آیت: وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

ترجمہ: اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ کہ میں غیب جانتا ہوں۔

تشریح:

یہ حضرت نوحؑ کا قول ہے، یعنی انبیاء کرام بھی غیب کا علم نہیں رکھتے۔

9. سورۃ الانعام (6:59)

آیت: وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ

ترجمہ اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، انہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تشریح: یہ بہت واضح اور فیصلہ کن آیت ہے: غیب کی کنجیاں صرف اللہ کے پاس ہیں۔

۱۰. سورۃ التوبہ (۹:۷۸)

آیت: اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ

ترجمہ: کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان کا چھپا اور ان کی چپکے کی بات، اور بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے غیبوں کا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ ہی دلوں کے بھید جانتا ہے، یعنی وہی علام الغیوب ہے۔

۱۱. سورۃ النساء (۴:۱۵۷)

آیت: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

ترجمہ: اور انھوں نے نہ اسے قتل کیا، نہ اسے سولی دی بلکہ ان کے لیے شبہ ڈال دیا گیا۔

تشریح:

لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقت کو نہ جان سکے، اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو دھوکہ نہ کھاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخلوق علمِ غیب سے محروم ہے۔

۱۲. سورۃ الزمر (۳۹:۴۶)

آیت: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

ترجمہ: اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، غیب اور ظاہر کے جاننے والے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کو ہی "عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ" کہا گیا ہے، نہ کسی نبی کو، نہ ولی کو۔

۱۳. سورۃ الحشر (۵۹:۲۲)

آیت: هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔

تشریح:

اللہ کے علاوہ کسی کو "عالم الغیب" کہا جانا قرآن سے ثابت نہیں۔ یہ صرف اللہ کا وصف ہے۔

۱۴. سورۃ التغابن (۶۴:۱۸)

آیت: عَالِمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ شَيْءٌ

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے، اس سے کوئی چیز چھپی نہیں۔

تشریح:

یہ آیت ثابت کرتی ہے کہ کامل و ہمہ گیر علم صرف اللہ کو حاصل ہے، کسی اور کو نہیں۔

۱۵. الطلاق (۶۵:۱۲)

آیت: وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًا

ترجمہ: اور بے شک اللہ نے ہر چیز کو علم سے گھیر رکھا ہے۔

تشریح:

یہ جامع اعلان ہے کہ اللہ کا علم لا محدود ہے — اور اس میں کسی اور کو کوئی دخل نہیں۔

۱۶. سورۃ الکہف (۱۸:۲۲)

آیت: قُلْ رَّبِّىْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ

ترجمہ: تم فرمادو: میرا رب ان کی گنتی بہتر جانتا ہے،

تشریح: غار والوں کی تعداد جیسا چھوٹا سا معاملہ بھی غیب ہے، جو اللہ جانتا ہے، سب انسان نہیں جانتے۔

۱۷. سورۃ الشعراء (۲۶:۱۱۲)

آیت: قَالَ وَمَا عِلۡمِیۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ

ترجمہ: فرمایا: مجھے کیا خبر کہ وہ کیا کرتے رہے؟

تشریح:

حضرت نوح علیہ السلام نے واضح کہا کہ باطنی اعمال ان کے علم میں نہیں، یعنی غیب کا علم انہیں نہیں۔ لہذا یہاں نبی نے اپنے سے غیب کی نفی کی ہے

۱۸. سورۃ النمل (۲۷:۷۴)

آیت: وَاِنَّ رَبَّکَ لَیَعۡلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوۡرُہُمۡ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ

ترجمہ: بے شک تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں ہے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

تشریح:

دلوں کا حال، ارادے، نیتیں—all یہ اللہ جانتا ہے۔ مخلوق لاعلم ہے۔ دلوں کا حال جاننے سے

۱۹. النجم (۵۳:۲۸)

آیت: وَمَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ ؕ اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ

ترجمہ: اور انہیں اس کا کچھ علم نہیں، صرف گمان کی پیروی کرتے ہیں۔

تشریح:

غیب پر کوئی مخلوق یقیناً علم نہیں رکھتی، ان کے پاس صرف خیالات اور اندازے ہیں۔

20.یٰس (36:81)

آیت: اَوَلَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ

ترجمہ: کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، قادر نہیں؟

تشریح:

یہاں اشارہ ہے کہ جس کی قدرت کامل ہے، اس کا علم بھی کامل ہے — اور وہ صرف اللہ ہے۔

۲۱۔ سورۃ الانعام (۶:۶۵)

آیت: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ...

ترجمہ: تم فرماؤ: وہی قدرت والا ہے کہ تم پر اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے عذاب بھیجے...

تشریح:

انسان کو یہ بھی علم نہیں کہ کب، کہاں اور کس طرف سے عذاب آئے گا — غیب کا علم اللہ ہی کے پاس ہے۔

۲۲۔ سورۃ الاعراف (۷:۱۸۷)

آیت: يَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ

ترجمہ: تم سے قیامت کے وقت کی بابت پوچھتے ہیں، فرمادو: اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے۔

تشریح:

قیامت کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی نہیں، صرف اللہ ہی جانتا ہے کیونکہ غیب کا جانکار اللہ ہی ہے

۲۳۔ سورۃ الانعام (۶:۷۳)

آیت: وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ...

ترجمہ: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، اور جس دن وہ کہے گا "ہو جا" تو وہ ہو جائے گا۔

تشریح:

نظامِ کائنات اور اس کا انجام، اللہ کے حکم سے ہے، پس نظام کائنات کا علم بھی اللہ کو ہی ہے کو ہے۔

24. سورۃ یونس (10:20)

آیت: وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ

ترجمہ: اور وہ کہتے ہیں: اس پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتری؟ تم فرمادو: غیب تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔

تشریح:

مطالباتِ معجزات پر نبی کریم کو فرمایا گیا کہ غیب اللہ کا کام ہے، میرا نہیں۔

۲۵. یوسف (۱۲:۱۰۲)

آیت: ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢـبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهِ اِلَيۡكَ

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعے سناتے ہیں۔

تشریح:

اللہ وحی کے ذریعہ نبی کو کچھ غیب بتاتا ہے — اصل علم اللہ کے پاس ہے۔

۲۶. سورۃ مریم (۱۹:۷۷)

آیت: اَفَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوۡتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا

ترجمہ: تو کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کہا کہ مجھے ضرور مال و اولاد دیا جائے گا۔

تشریح:

کافر مستقبل کا دعویٰ کر رہا ہے، حالانکہ مستقبل اللہ کے علم میں ہے، انسان کے بس میں نہیں۔

۲۷. سورۃ الحجر (۱۵:۲۵)

آیت: اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحۡشُرُهُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ حَكِيۡمٌ عَلِيۡمٌ

ترجمہ: بے شک تمہارا رب ہی انہیں جمع کرے گا، بیشک وہی حکمت والا، علم والا ہے۔

تشریح:

حشر و قیامت کی حقیقت، تفصیل اور وقت — یہ سب علمِ غیب ہے جو اللہ کے پاس ہے۔

۲۸. مریم (۱۹:۷۸)

آیت: اَطَّلَعَ الۡغَيۡبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنۡدَ الرَّحۡمٰنِ عَهۡدًا

ترجمہ: کیا اس نے غیب دیکھ لیا، یا رحمٰن کے پاس سے کوئی وعدہ لے آیا؟

تشریح:

یہ آیت انکار کرتی ہے ان لوگوں کا جو بغیر دلیل کے دعویٰ کرتے ہیں — علمِ غیب دلیل اور وحی کے بغیر ممکن نہیں۔

۲۹. سورۃ النساء (۴:۱۵۳)

آیت: يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ...

ترجمہ: اہل کتاب تم سے آسمان سے کتاب اتارنے کا مطالبہ کرتے ہیں...

تشریح:

نبی سے آسمانی فیصلے مانگے گئے، حالانکہ وحی و غیب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے، نہ کہ نبی کے اختیار سے۔

30. سورۃ یٰس (36:12)

آیت:

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ط-

ترجمہ: بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لکھتے ہیں جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے نشان۔

تشریح:

مردوں کا حال، اعمال کا ریکارڈ، آثار کا علم — یہ سب اللہ کے علم میں ہے، انسان اس سے غافل ہے۔

۳۱. المجادلۃ (۵۸:۷)

آیت: اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط -

ترجمہ: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے؟

تشریح:

ہر چیز کا علم صرف اللہ کو ہے — نہ کوئی فرشتہ، نہ نبی، نہ ولی۔ یہ غیب کا علم خالص اللہ کا وصف ہے۔

۳۲. الحجرات (۴۹:۱۸)

آیت: اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

ترجمہ: بیشک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کا غیب۔

تشریح:

غیب کائنات پر صرف اللہ کی نظر ہے۔ کسی مخلوق کو یہ وسعت حاصل نہیں۔

۳۳. الطور (۵۲:۴۱)

آیت: اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَيۡبُ فَهُمۡ يَكۡتُبُوۡنَؕ

ترجمہ: کیا ان کے پاس غیب ہے کہ یہ لکھتے پھرتے ہیں؟

تشریح:

اللہ کفار کی باتوں کو رد کر رہا ہے کہ وہ بغیر علمِ غیب کے دعوے کرتے ہیں — گویا ان کے پاس کچھ بھی نہیں۔

۳۴. القلم (۶۸:۴۷)

آیت: اَمۡ عِنۡدَهُمُ الۡغَيۡبُ فَهُمۡ يَكۡتُبُوۡنَؕ

ترجمہ:

کیا ان کے پاس غیب ہے کہ یہ لکھ رہے ہیں؟

تشریح:

یہاں بھی کفار کا مذاق اڑایا جا رہا ہے کہ غیب تو اللہ ہی کے پاس ہے، تمہارا اس میں کیا دخل؟

۳۵. الانبیاء (۲۱:۶۹)

آیت: قُلۡنَا يٰنَارُ كُوۡنِىۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبۡرٰهِيۡمَ

ترجمہ: ہم نے فرمایا: اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ابراہیم پر۔

تشریح:

یہ علم و قدرت صرف اللہ کو ہے کہ آگ کے اندر کا حال بدل دے — مخلوق کو اس کی خبر بھی نہ تھی۔

۳۶. الرعد (۱۳:۸)

آیت: اَللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ كُلُّ اُنۡثٰى وَمَا تَغِيۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَمَا تَزۡدَادُؕ

ترجمہ: اللہ جانتا ہے جو کچھ ہر مادہ پیٹ میں رکھتی ہے اور جو رحم گھٹاتے اور بڑھاتے ہیں۔

تشریح:

ماں کے رحم میں کیا ہے؟ یہ غیب ہے اور اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔

۳۷. الحج (۲۲:۷۶)

آیت: يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ

ترجمہ: وہ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے۔

تشریح:

ماضی، حال، مستقبل سب کا علم اللہ کے قبضے میں ہے۔

۳۸. سبأ (۳۴:۳)

آیت: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ- قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ- عٰلِمِ الْغَيْبِ

ترجمہ: اور کافروں نے کہا کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ تم فرماؤ: کیوں نہیں، میرے رب کی قسم، ضرور تم پر آئے گی۔ وہی ہے غیب جاننے والا۔

تشریح:

قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے — اس سے بڑی دلیل کہ نبی قسم کھا کر اللہ کا واسطہ دے رہے ہیں۔ اور فرما رہیں کہ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے

۳۹. فصلت (۴۱:۴۷)

آیت: اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ

ترجمہ: اسی کی طرف قیامت کا علم لوٹایا جاتا ہے۔

تشریح:

قیامت، حشر، حساب — یہ تمام غیبی امور اللہ کے علم میں ہیں، کسی کو اطلاع نہیں۔

۴۰. الزخرف (۴۳:۸۵)

آیت: وَتَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

ترجمہ: اور بلند ہے وہ جس کے لیے ہے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اور ان کے بیچ کی، اور اس کے پاس ہی ہے قیامت کا علم۔

تشریح:

پھر قطعی اعلان کہ علمِ غیب کا اصل، جامع، مکمل اختیار اللہ کو حاصل ہے۔

باب دھم

سابقہ کلام کا جواب

سابقہ کلام کا جواب دینے سے قبل دو باتیں اپنے ذھن میں جمالیں

پہلی بات

1۔ کلامِ الٰہی میں تضاد کا وہم اور علم القرآن کی روشنی میں ناسخ و منسوخ کی حقیقت

قرآنِ مجید ایک ایسا معجزاتی کلام ہے جس کے ایک ایک لفظ میں صداقت، حکمت، اور نورِ ہدایت جلوہ گر ہے۔ اس میں کسی قسم کا تضاد، ٹکراؤ یا باہمی تصادم ہر گز موجود نہیں، کیونکہ یہ اس ذات کا کلام ہے جو "کلُّ شَيءٍ عَلِيم" ہے، جس کے علم و حکمت کے سامنے انسانی عقل عاجز و درماندہ ہے۔

فرمایا:

"أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِندِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا"

(النساء: ۸۲)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ کسی اور کا کلام ہوتا سوائے اللہ کے، تو اس میں ضرور بہت سا اختلاف پاتے۔

یہی آیت ایک عقلی حجت بھی ہے اور اعجازِ قرآنی کی دلیل بھی۔ اگر کسی کو قرآن کی بعض آیات میں بظاہر اختلاف یا تضاد نظر آئے، تو وہ درحقیقت اس کے فہم و بصیرت میں نقص کی علامت ہے، نہ کہ قرآن میں کوئی خامی۔

<u>علماءِ اصول و تفسیر فرماتے ہیں:</u>

ما تَوَهَّمَهُ الجاهلُ تَعارُضاً بينَ الآياتِ، فَإِنَّما هو من عدمِ الفهم، و الجَهلِ بالنّاسِخِ و المنسوخِ و وجوهِ البيان."

یعنی "جو چیز جاہل کو آیات میں تعارض نظر آئے، وہ دراصل اُس کے فہم کی کمی، ناسخ و منسوخ کے علم سے ناآشنائی، اور اسلوبِ بیان کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔"

پس اگر کہیں ایک مقام پر کسی آیت کا مفہوم بظاہر کسی اور آیت کے مفہوم سے متصادم معلوم ہو، تو علمائے راسخین اس کے لیے علومِ قرآن کی روشنی میں دو تدابیر اختیار کرتے ہیں

1. یا تو ایک کو ناسخ اور دوسرے کو منسوخ قرار دیتے ہیں

2. یا پھر دونوں کو سیاق و سباق، شانِ نزول اور قواعدِ تفسیر کی روشنی میں یوں ہم آہنگ کرتے ہیں کہ تعارض کا کوئی شائبہ باقی نہیں رہتا۔

دوسری بات

2۔اللہ وحدہ لا شریک، عالم الغیب حقیقی ہے

کائناتِ آفرینش کا ذرّہ ذرّہ، چاندنی میں نہایا آسمان، خاموشی میں لپٹے ہوئے پہاڑ، سمندر کی موجیں، فضاؤں میں پرواز کرتے ہوئے پرندے، اور صحراؤں کی ویرانی میں گم خاموش ساعتیں——سب مل کر ایک ہی صدا بلند کرتے ہیں: "ھو اللہ، لا إلہ إلا ھو"۔

وہی اللہ، جو تنہا، بے نیاز، بے مثل، اور لا شریک ہے۔ نہ اس کا کوئی ہمسر ہے، نہ نظیر، نہ اس جیسا کوئی تھا، نہ ہوگا۔

یہ ہمارا ایمان ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے، اور اسی پر ہماری روح کی روشنی اور دل کی زندگی قائم ہے کہ علمِ غیب کی صفت ذاتی طور پر صرف اور صرف اسی مالکِ کائنات کو حاصل ہے۔ وہی ہے جو ہر چھپی ہوئی بات، ہر بند دل کی دھڑکن، اور ہر آنے والے لمحے کی حقیقت کو جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کیا زمین میں چھپا ہے، کیا آسمان کے پردوں کے پیچھے ہے، کیا انسان کے ارادوں میں پل رہا ہے، اور کیا آنے والے وقت کی آغوش میں پوشیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے، یعنی نہ اسے کسی نے سکھایا، نہ وہ کسی کے سہارے سے جانتا ہے۔

اس کا علم ابد الآباد تک محیط ہے——نہ اس پر زمانے کی کوئی قید ہے، نہ مکان کا کوئی دائرہ۔

وہ جانتا ہے کہ کیا ہوا، کیا ہو رہا ہے، اور کیا ہوگا۔

نہ اسے کسی کا واسطہ درکار ہے، نہ ذریعہ، نہ تعلیم، نہ تجربہ——**وہ عالم الغیب بذاتہ ہے۔**

اس کے بالمقابل، کائنات کے اندر جو بھی ہے——انبیاء ہوں، اولیاء ہوں، فرشتے ہوں، یا جنّ و انس——وہ سب عطائی ہیں۔ ان کے پاس جو کچھ ہے، **وہ اللہ کے عطا کردہ علم کا جلوہ ہے۔**

اگر کوئی نبی علمِ غیب کی خبر دے،

اگر کوئی ولی دلوں کے حال سے واقف ہو،

اگر کوئی عبد صالح آئندہ کی باتیں بیان کرے——

توسمجھ لو یہ اللہ کی عطا ہے، اس کے کمالات کی تجلی ہے، اس کے علم کا عکس ہے، نہ کہ کسی کی ذاتی ملکیت۔

اب آپ ذیل میں دی گئیں آیات رحمانی کا مطالعہ کریں یہ آیات اس بات پر پیش کی جارہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو اپنے کرم جلیل سے علم غیب کا نور بھی عطافرمایاہے

۱۔ سورۃ الجن — آیت ۲۶-۲۷

وَهُوَالَّذِیْ یُدْرِكُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

ترجمہ: اور وہی ہے جو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے اس نے پسند فرمایا۔

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ واضح فرمارہاہے کہ عام مخلوق کو غیب کی اطلاع نہیں، مگر جس رسول کو وہ چاہے، اس پر کچھ غیبی علوم ظاہر فرماتاہے۔ یہ آیت علمِ غیبِ نبوی کا صریح ثبوت ہے۔

۲۔ سورۃ آل عمران — آیت ۱۷۹

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

ترجمہ: اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع کردے، لیکن اللہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتاہے۔

تشریح: تمام انسانوں کو غیب کا علم نہیں دیاجاتا، لیکن منتخب رسولوں کو دیاجاتاہے۔ لھذا یہ آیت اثبات علم غیب نبوی پر دلالت کرتی ہے

۳۔ سورۃ التحریم — آیت ۳

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا...

ترجمہ: جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے چھپی بات کہی...

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات سے ایسی باتیں کیں جو غیب پر مبنی تھیں اور بعد میں اس کی خبر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی عطافرمائی۔ لھذا یہ آیت اثبات علم غیب نبوی پر دلالت کرتی ہے

۴۔ سورۃ البقرہ — آیت ۳۳

قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ

ترجمہ: فرمایا: اے آدم! انہیں ان چیزوں کے نام بتاؤ۔

تشریح: حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسماءِ اشیاء کا علم دیا، جو باقی مخلوق کو نہ تھا۔ یہ علمِ غیب کا عطیہ ہی تو ہے۔

۵. سورۃ ھود — آیت ۴۹

تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَآ اِلَيْكَ

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں۔

تشریح: یہ انبیائے سابقین کے حالات غیبی امور میں سے تھے، جنہیں اللہ نے نبی کریم کو سکھایا۔ اور بتایا کہ یہ غیبی خبریں ہیں لہذا یہ آیت بھی اثبات علم غیب نبوی پر دلالت کرتی ہے

۶. سورۃ آل عمران — آیت ۴۴

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں۔

تشریح: حضرت مریم و عمران کے واقعات بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے معلوم ہوئے۔ یہاں پر بھی غیب کا اطلاق ہوا

۷. سورۃ یوسف — آیت ۱۰۲

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ اِلَيْكَ

ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہیں وحی کے ذریعے سناتے ہیں۔

تشریح: حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں بھی علمِ غیب کی عطا کا اطلاق کیا گیا۔ یہاں بھی غیب کا اطلاق ہوا غیر اللہ کیلئے

۸. سورۃ التوبہ — آیت ۹۴

سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ...

ترجمہ: جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تو وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے...

تشریح: یہ ایک مستقبل کی خبر ہے جو کہ غیب سے تعلق رکھتی ہے کہ مستقبل میں ایسا ایسا ہوگا

۹. سورۃ التحریم (۶۶:۳)

فَلَمَّا نَبَّاَهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ

ترجمہ: جب اللہ نے نبی کو اس کی اطلاع دی، تو نبی نے کچھ ظاہر کیا اور کچھ چھوڑ دیا۔

تشریح:

یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے مخفی باتوں کے جاننے پر دلالت کرتا ہے، جو کہ غیب کی خبر ہے۔

۱۰. سورۃ آل عمران — آیت ۴۹

وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

ترجمہ: اور میں تمہیں وہ باتیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔

تشریح: لہذا یہ آیت دال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علمِ غیب عطا کیا گیا تھا۔

۱۱. سورۃ التحریم — آیت ۳

فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ

ترجمہ: جب اس نے (بیوی نے) یہ بات ظاہر کی، اور اللہ نے اس پر (نبی کو) مطلع کر دیا...

تشریح: لہذا نبی کو ایک چھپی ہوئی بات بذریعہ وحی معلوم ہو گئی۔

۱۲. سورۃ البقرہ — آیت ۲۵۵

وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ

ترجمہ: اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ چاہے۔

تشریح: علمِ غیب صرف اسی کو حاصل ہے جسے اللہ چاہے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے اِلا بما شاء لہذا یہ بھی آیت اثبات علم غیب نبوی پر دلالت کرتی ہے

۱۳. سورۃ البقرہ — آیت ۲۱۰

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ

ترجمہ: کیا یہ لوگ اس کے منتظر ہیں کہ اللہ ان کے پاس بادلوں کے سایہ میں آئے...

تشریح: مستقبل کی خبریں جو غیب کا حصہ ہیں، نبی کریم کو بتائی گئیں۔

۱۴. سورۃ النساء (۴:۱۱۳)

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

ترجمہ: اور اس نے آپ کو وہ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے۔

تشریح:

یہ تعلیمِ الٰہی غیب کی خبر رسانی پر دلالت کرتی ہے، خصوصاً وہ امور جو بشر کے لیے ممکن نہیں۔

۱۵. سورۃ الصف (۶۱:۶)

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

ترجمہ: اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے۔

تشریح:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مستقبل کی غیبی خبر دی گئی، یہ واضح اثبات علمِ غیب نبوی پر دلالت کرتا ہے۔

۱۶. سورۃ یوسف (۱۲:۱۵)

وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ

ترجمہ: اور ہم نے یوسف کو وحی کی کہ ضرور تم ان کو ان کے اس کام کی خبر دوگے اور وہ نہ سمجھیں گے۔

تشریح:

حضرت یوسف علیہ السلام کو مستقبل کی ایک خفیہ بات کی خبر دی گئی، جو اُن کے بھائیوں کو ان کے اپنے عمل کے بارے میں دی جائے گی، یہ علمِ غیب کی عطا ہے۔

۱۷. سورۃ المائدہ — آیت ۱۱۰

وَتُنَبِّئُهُم بِمَا يَأْكُلُونَ وَمَا يَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِهِمْ

ترجمہ: اور تو لوگوں کو وہ بتاتا ہے جو وہ کھاتے ہیں اور جو گھروں میں جمع رکھتے ہیں۔

تشریح: حضرت عیسیٰ کا علمِ غیب بطور معجزہ بیان ہوا

۱۸. سورۃ مریم (۱۹:۱۶-۱۹)

فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا... قَالَ إِنَّمَآ أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا

ترجمہ: تو ہم نے اس کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا، جو اس کے سامنے ایک مکمل انسان کی صورت میں ظاہر ہوا... اس نے کہا: میں تیرے رب کا پیغام رساں ہوں، تاکہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا دوں۔

تشریح:

یہ مستقبل کی غیبی خبر حضرت مریم علیہا السلام کو دی گئی کہ اُنہیں بیٹا عطا ہو گا، جو نبوت پر مبنی پیشگی علم ہے۔

۱۹. سورۃ الصف — آیت ٦

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ

ترجمہ: اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہے۔

تشریح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم کی مستقبل میں بعثت کی خبر دی۔

۲۰. سورۃ التکویر، آیت ۲۴)

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿۲۴﴾

اور وہ (نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم) غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں۔

تشریح

اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانتِ علم کو بیان فرما رہا ہے۔ "ضنین" کے لغوی معنی ہوتے ہیں: بخیل، چھپانے والا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ ذات ہیں جنہیں غیب کی خبریں عطا کی گئیں، اور وہ ان غیبی خبروں کو امت تک پہنچانے میں کسی قسم کی کمی یا بخل نہیں کرتے۔

اس آیت سے درج ذیل نکات ثابت ہوتے ہیں:

1. نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبریں دی گئیں۔

2. آپ کو ان خبروں کی تبلیغ کا مکمل حق ادا کرنے والا فرمایا گیا۔

3. یہ غیب کا علم "وحی" کے ذریعے عطا ہوا، جس کا ذکر پچھلی آیات (جبرائیل کے ذریعہ وحی لانے) میں بھی آیا ہے۔

4. یہ آیت دراصل نبوت کی صداقت اور علمِ غیب کے اثبات پر ایک روشن دلیل ہے۔

جب تُو نے ان آیاتِ ربانیہ پر تدبر کی نگاہ ڈالی ہو گی،

تو تجھ پر یہ حقیقت آشکار ہو چکی ہو گی کہ مخالفین کے بیانات و اعتقادات میں غیب کو فقط ذاتِ حق کے لیے مختص جانا گیا ہے،

جبکہ انہی آیات کے آئینے میں غیب کا اثبات غیرِ خدا کے لیے بھی روشن طور پر نظر آتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ جب دونوں پہلو موجود ہوں—

تو اس عقیدے کا حل کیا ہو؟

یہی مقام ہے جہاں صاحبِ فہم رک کر سوچتا ہے، اور حق طلب دل، رہنمائی کا در کھٹکھٹاتا ہے۔

آ، ترے دل کی الجھن کو سلجھادوں، میرے الفاظ کو غور سے سن، اور اپنے دل کو تسلی دے۔

پھر آگے آنے والی سطور پر چشمِ بصیرت رکھ، اور ان کا مطالعہ کر کے خود انصاف سے فیصلہ کر

کہ حقیقت کہاں ہے اور فہم کی راہ کس جانب جاتی ہے۔

ذاتی اور عطائی علمِ غیب میں فرق: ایک اعتقادی و ادبی توضیح

قرآن مجید کی مقدس آیات میں ہمیں دو طرح کی نصوص نظر آتی ہیں:

ایک وہ جو غیر اللہ کے لیے علمِ غیب کی نفی پر دلالت کرتی ہیں، اور دوسری وہ جو غیر اللہ کے لیے علمِ غیب کے اثبات کو بیان کرتی ہیں۔ بظاہر یہ آیات ایک دوسرے کے متضاد محسوس ہو سکتی ہیں، لیکن جب علمِ تفسیر و اصولِ اعتقاد کی روشنی میں ان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ایک لطیف اور نہایت اہم اصول سامنے آتا ہے، اور وہ ہے:

"اللہ تعالیٰ کا علمِ غیب ذاتی، ابدی، لامحدود اور قدیم نیز محیطِ کل ہے، جبکہ مخلوق خواہ کوئی بھی ہو اس کا علمِ غیب عطائی، حادث، محدود اور مقید ہے۔"

یہی فرق تمام آیاتِ قرآنی میں فکری ربط اور معنوی تسلسل کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔"

ذاتی علمِ غیب کی تعریف:

ذاتی علمِ غیب وہ ہے جو کسی کے سکھانے یا عطا کرنے کے بغیر خود بخود ہو، جو کسی وقت میں حاصل نہ ہوا ہو بلکہ ازل سے موجود ہو، جس کی وسعتیں کسی حد کی پابند نہ ہوں، اور جو ہر شے کا علم بلا قید رکھتا ہو۔ یہ صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لا شریک کی صفت ہے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ

"فرما دیجئے: آسمانوں اور زمین والوں میں سے کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ کے۔" (النمل: 65)

یہ آیت غیب کے علم میں استقلال، ذاتیّت اور کمال کی نفی کرتی ہے، سوائے اللہ عزوجل کے۔

عطائی علمِ غیب کی وضاحت:

جبکہ غیر اللہ (یعنی انبیاء، اولیاء یا فرشتے) کو جب علمِ غیب عطا کیا جائے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم، تعلیم، یا وحی کے ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ علم محدود، وقت کے ساتھ حاصل شدہ، اور مقید فی النطاق ہوتا ہے۔ قرآن میں کئی مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و فرشتوں کو غیب کی خبریں دی جانے کا ذکر صراحت سے موجود ہے:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٦﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ...

"وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند فرمائے۔" (الجن: ٢٦-٢٧)

یہ آیت عطائی علمِ غیب کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ یہ بیان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس رسول کو چاہے، اپنے غیب کا کچھ حصہ بتا سکتا ہے۔ اس میں علمِ غیب کا عطائی و تفویضی انداز ظاہر ہے۔

فرق کی اہمیت:

یہ فرق کہ اللہ کا علم ذاتی اور غیر اللہ کا علم عطائی ہے، اعتقادی لحاظ سے نہایت ضروری اور نازک ہے۔ یہی وہ امتیاز ہے جس کے ذریعہ شرک و توحید کے مابین باریک حد بندی کی جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیے بھی ذاتی، ابدی، غیر محدود علم کا قائل ہو جائے، تو یہ شرک فی العلم کہلائے گا۔ لیکن اگر کوئی کہے کہ اللہ نے جسے چاہا، جتنا چاہا، اپنے علمِ غیب سے عطا فرمایا، تو یہ عین توحید کے تقاضے کے مطابق ہے۔

پس وہ آیات جن میں صرف غیب اللہ کے لیے ثابت ہوتا ہے اس غیب سے مراد ذاتی ہے اور جہاں غیر اللہ کے لیے غیب ثابت ہوتا ہے اس سے مراد عطائی ہے اور اس میں شرک کا کوئی شائبہ نہیں شرک تو تب ہوتا جب خالق و مخلوق کے علم کو ایک ہی جہت سے دیکھا جاتا خواہ وہ جہت پھر اللہ اور مخلوق کے علم کو قدیم بنا کر ہوتی یا مخلوق اور اللہ کے علم کو حادث بنا کر ہوتی جب مخلوق اور خالق کے علم کو ایک جہت سے مانا اور مسلم کیا جاتا بغیر فرق کیے تو ضرور یہ شرک فی العلم ہوتا اور کفر کے مترادف ہو جاتا

ایک جامع اظہار:

غیب کا علم، وہ مقدس نعمت ہے جو اگر اپنے اصل منبع سے منسوب نہ کی جائے تو کفر کی لغزش میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ وہ علم جو ازل سے ابد تک محیط ہو، وہ صرف ربِ قدیر کا خاصہ ہے۔

اور جو علم کسی لمحہ عطا ہو، کسی وقت محدود ہو، کسی دائرہ میں مقید ہو، وہ صرف مخلوق کا مقدر ہے۔

ربِ غفور جب اپنے محبوب بندوں کو اپنے غیب کے خزانوں کی جھلک دکھاتا ہے،

تو وہ علمِ الٰہی کا عطاء کردہ ہوتا ہے، نہ کہ اس کا شریک۔

باب یازدھم

اس باب میں ہم ایسے چالس اعتراضات جوابات کے ساتھ بیان کریں گے جو قریب قریب مخالفین اہل سنت والجماعت پر کرتے ہیں

اعتراض 1:

قرآن کی روسے غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، جیسا کہ فرمایا: "قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب إلا الله" (النمل: ٦٥)

تو کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب کا عقیدہ شرک نہیں؟

جواب:

یہ آیت غیب کے ذاتی، مستقل اور ذاتی اختیاری علم کی نفی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ذاتاً، مستقل طور پر بغیر کسی ذریعہ کے غیب جاننے والا ہے۔

جبکہ انبیاءِ کرام، بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے، وحی یا الہام کے ذریعہ مخصوص غیبی علوم عطا فرمائے، جیسا کہ ارشاد ہے:

"عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا * إلا من ارتضى من رسول" (الجن: ۲۶-۲۷)

ترجمہ: "وہی غیب کا جاننے والا ہے، پس اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔"

یہ آیت واضح طور پر بتا رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے منتخب رسولوں کو غیب کی خبریں دیتا ہے۔

اعتراض 2:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے، اور بشر کو علمِ غیب نہیں ہوتا۔

جواب:

یہ درست ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے، مگر "بشرٌ لا کالبشر"، یعنی عام انسانوں جیسے نہیں بلکہ اللہ کے منتخب و برگزیدہ بشر۔ بشر ہونا اور علمِ غیب کا عطا ہونا آپس میں متضاد نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بشر کو معجزات عطا فرمائے، نبوت عطا کی، اور اسی طرح علمِ غیب بھی عطا فرمایا، جیسا کہ قرآن میں خود فرمایا:

"وانزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك ما لم تكن تعلم" (النساء: ۱۱۳)

ترجمہ: "اور اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت نازل فرمائی، اور وہ آپ کو وہ کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔"

اعتراض 3:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: **"ما ادری ما یفعل بی ولا بکم" (سورہ احقاف: ۹)**

تو یہ تو علمِ غیب کی نفی ہے؟

جواب:

اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کفارِ مکہ عجیب معجزات دکھانے اور عناد کی وجہ سے غیب کی خبریں دینے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ اس پر حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو حکم دیا گیا کہ آپ کفارِ مکہ سے فرما دیں کہ میں انسانوں کی طرف پہلا رسول نہیں ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول تشریف لا چکے ہیں اور وہ سب اللہ تعالٰی کے بندوں کو اس کی وحدانیّت اور عبادت کی طرف بلاتے تھے اور میں اس کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف بلانے والا نہیں ہوں بلکہ میں بھی اخلاص کے ساتھ اللہ تعالٰی کی وحدانیّت پر ایمان لانے اور سچے دل کے ساتھ اس کی عبادت کرنے کی طرف بلاتا ہوں اور مجھے اَخلاقی اچھائیوں کو پورا کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور میں بھی اس چیز پر (ذاتی) قدرت نہیں رکھتا جس پر مجھ سے پہلے رسول (ذاتی) قدرت نہیں رکھتے تھے، تو پھر میں تمہیں تمہارا مطلوبہ ہر معجزہ کس طرح دکھا سکتا ہوں اور تمہاری پوچھی گئی ہر غیب کی خبر کس طرح دے سکتا ہوں کیونکہ مجھ سے پہلے رسول وہی معجزات دکھایا کرتے تھے جو اللہ تعالٰی نے انہیں عطا فرمائے تھے اور اپنی قوم کو وہی خبریں دیا کرتے تھے جو اللہ تعالٰی نے ان کی طرف وحی فرمائی تھیں اور جب میں نے پچھلے رسولوں سے کوئی انوکھا طریقہ اختیار نہیں کیا تو پھر تم میری نبوت کا انکار کیوں کرتے ہو؟ (تفسیر کبیر، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۱۰/۹، خازن، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۴/۱۲۳، روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۸/۴۶۷، ملتقطاً)

{وَمَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ: اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا} آیت کے اس حصے کے بارے میں مفسرین نے جو کلام فرمایا ہے اس میں سے چار چیزیں یہاں درج کی جاتی ہیں،

(1)...یہ آیت منسوخ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہاں دو صورتیں ہیں، پہلی صورت یہ کہ اگر اس آیت کے یہ معنی ہوں "قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں۔" تو یہ آیت سورۂ فتح کی آیت نمبر 2 اور 5 سے منسوخ ہے، جیسا کہ حضرت عکرمہ اور حضرت حسن بصری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں: اسے سورۂ فتح کی اس آیت "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا ۙ(۱) لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ۔الایۃ" نے منسوخ کر دیا ہے۔ (تفسیر طبری، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۱۱/۲۷۶)

حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: آیت کریمہ "وَمَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ" کے بعد اللہ تعالٰی نے یہ آیات "لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" اور "لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔الایۃ" نازل فرمائیں اور اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو بتا دیا کہ وہ آپ کے ساتھ اور ایمان والوں کے ساتھ (آخرت میں) کیا معاملہ فرمائے گا۔ (در منثور، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۷/۴۳۵)

اس کی تفصیل اس حدیثِ پاک میں ہے، چنانچہ حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: حُدَیْبِیَہ سے واپسی کے وقت نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر یہ آیت نازل ہوئی:

''لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ'' (فتح:۲)

ترجمہ کنزُالعرفان: تاکہ اللہ تمہارے صدقے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے گناہ بخش دے۔

توحضورِ اَقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے زمین پر موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے سامنے اسی آیت کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے تو بیان فرمادیا کہ وہ آپ کے ساتھ کیا کرے گا، اب (یہ معلوم نہیں کہ) ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا، توتاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر یہ آیت نازل ہوئی: ''لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَ یُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْؕ-وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِیْمًا '' (فتح:۵)

ترجمہ کنزُالعرفان: تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور تاکہ اللہ ان کی برائیاں ان سے مٹادے، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ (ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الفتح، ۵/۱۷۶، الحدیث: ۳۲۷۴)

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عُزّٰی کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمارا اور محمد (صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا یکساں حال ہے، انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں، اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کو بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ وہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

''لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ'' (فتح:۲)

ترجمہ کنزُالعرفان: تاکہ اللہ تمہارے صدقے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے گناہ بخش دے۔

تو حضورِ اَقدس صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے زمین پر موجود تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ پھر نبی اکرم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے سامنے اسی آیت کی تلاوت فرمائی تو انہوں نے عرض کی: یا رسولَ الله! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالٰی نے آپ کے لئے تو بیان فرمادیا کہ وہ آپ کے ساتھ کیا کرے گا، اب (یہ معلوم نہیں کہ) ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا، تو تاجدارِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پر یہ آیت نازل ہوئی: ’’لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا‘‘ (فتح:۵)

ترجمۂ کنزُالعرفان: تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، ہمیشہ ان میں رہیں گے اور تاکہ اللہ ان کی برائیاں ان سے مٹادے، اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔ (ترمذی، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ الفتح، ۵/۱۷۶، الحدیث: ۳۲۷۴)

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْهِ لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عُزّیٰ کی قسم! اللہ تعالٰی کے نزدیک ہمارا اور محمد (صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) کا یکساں حال ہے، انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں، اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کو بھیجنے والا انہیں ضرور خبر دیتا کہ وہ ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی:

’’لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ‘‘ (فتح:۲)

ترجمۂ کنزُالعرفان: تاکہ اللہ تمہارے صدقے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے گناہ بخش دے۔

صحابۂ کرام رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، حضور کو مبارک ہو، آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا، اب یہ انتظار ہے کہ اللہ تعالٰی ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ اس پر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی:

’’لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ‘‘ (فتح:۵)

ترجمۂ کنزُالعرفان: تاکہ وہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو ان باغوں میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اور یہ آیت نازل ہوئی:

’’ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا (احزاب:۴۷)

ترجمہ کنزُالعرفان: اور ایمان والوں کو خوشخبری دیدو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اور مومنین کے ساتھ کیا کرے گا۔ (خازن، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۴/۱۲۳)

دوسری صورت یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اپنا بھی معلوم ہے، مومنین کا بھی اور جھٹلانے والوں کا بھی، اور اس آیت کے معنی یہ ہیں ”دنیا میں کیا کیا جائے گا، یہ معلوم نہیں“ اگر آیت کے یہ معنی لئے جائیں تو بھی یہ آیت منسوخ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضورِ انور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو یہ بھی بتا دیا ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ‘‘ (توبہ:۳۳)

ترجمہ کنزُالعرفان: تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے۔

اور ارشاد فرمایا:

’’ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ‘‘ (انفال:۳۳)

ترجمہ کنزُالعرفان: اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک اے حبیب! تم ان میں تشریف فرما ہو۔ (خازن، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۴/۱۲۳، خزائن العرفان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ص ۹۲۴)

یہاں اس آیت کے منسوخ ہونے کے بارے میں جو تفصیل بیان کی اسے دوسرے انداز میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمانا ’’ وَمَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ ‘‘ قرآنِ مجید کا نزول مکمل ہونے سے پہلے کی بات ہے، اس لئے یہاں فی الحال جاننے کی نفی ہے۔ آئندہ اس کا علم حاصل نہ ہونے کی نفی نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: یہ آیت اسلام کے ابتدائی دور میں، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، مومنین اور کفار کا انجام بیان کئے جانے سے پہلے نازل ہوئی، ورنہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اس وقت تک دنیا سے تشریف نہ لے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآنِ مجید میں اِجمالی اور تفصیلی طور پر وہ سب کچھ بتا دیا جو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، مومنین اور کفار کے ساتھ کیا جائے گا۔ (صاوی، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۵/۱۹۳۴-۱۹۳۳)

(2)...یہاں ذاتی طور پر جاننے کی نفی کی گئی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ نفی دائمی اور اَبدی ہے، لیکن اس سے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہر چیز کے جاننے کی نفی نہیں ہوتی۔ جیسا کہ علامہ نظام الدّین حسن بن محمد نیشا پوری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: آیت کے اس حصے میں اپنی ذات سے جاننے کی نفی ہے وحی کے ذریعے جاننے کی نفی نہیں ہے۔(غرائب القرآن ورغائب الفرقان، الاحقاف، تحت الآیۃ:۹، ۱۱۸/۶)

صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو حضور کے ساتھ اور حضور کی امت کے ساتھ پیش آنے والے اُمور پر مُطّلع فرما دیا خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر دِرایت بمعنی اِدراک بِالقیاس یعنی عقل سے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤیِّد ہے۔(خزائن العرفان، الاحقاف، تحت الآیۃ:۹، ص ۹۲۴)

(3)...یہاں تفصیلی دِرایت کی نفی ہے۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ سیّد المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور مومنین پر فضل و ثواب کی خِلعتوں کی نوازش کرتا رہے گا اور حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دشمنوں پر ذلت و عذاب کے تازیانے اور کوڑے برساتا رہے گا اور یہ سب کے سب غیر متناہی ہیں یعنی ان کی کوئی انتہاء نہیں، اور غیر متناہی کی تفصیلات کا اِحاطہ اللہ تعالیٰ کا علم ہی کر سکتا ہے۔

علامہ نیشا پوری رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسی آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں: تفصیلی دِرایت حاصل نہیں ہے۔(غرائب القرآن ورغائب الفرقان، الاحقاف، تحت الآیۃ:۹، ۱۱۸/۶)

اور علامہ اسماعیل حقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں:- ممکن ہے کہ یہاں جس چیز کی نفی کی گئی ہے وہ تفصیلی دِرایت ہو، یعنی مجھے اِجمالی طور پر تو معلوم ہے لیکن میں تمام تفصیلات کے ساتھ یہ نہیں جانتا کہ دنیا اور آخرت میں میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا کیونکہ مجھے (ذاتی طور پر) غیب کا علم حاصل نہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ مزید فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضورِ اَقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مُبَلِّغ (یعنی بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دینے والا) بنا کر بھیجا گیا ہے اور کسی کو ہدایت دے دینا نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذمہ داری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غیبوں کا ذاتی علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جبکہ انبیاءِ کرام

عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُوَالسَّلَام اور اولیاءِ عظام رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ کا غیبی خبریں دینا وحی، اِلہام اور اللہ تعالٰی کی تعلیم کے واسطے سے ہے۔(روح البیان، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۹، ۸/۴۶۸-۴۶۷)

(4)...یہاں دِرایَت کی نفی ہے، علم کی نہیں۔ دِرایَت کا معنی قیاس کے ذریعے جاننا ہے یعنی خبر کی بجائے آدمی اپنی عقل سے جانتا ہو اور نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے اُخروی اَحوال کو اپنے عقلی قیاس سے نہیں جانا بلکہ اللہ تعالٰی کے بتانے سے جانا۔ یہ معنی اوپر دوسری تاویل میں خزائن العرفان کے حوالے سے ضمنی طور پر بھی موجود ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ان کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مُطَّلع فرما دیا ہے خواہ وہ دنیا کے اُمور ہوں یا آخرت کے اور حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ غیب کا ذاتی علم نہیں رکھتے اور جو کچھ جانتے ہیں وہ اللہ تعالٰی کی تعلیم سے جانتے ہیں۔

نوٹ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ نے اپنی کتاب ''اِنۡبَاءُ الۡحَی اَنَّ کَلَامَہُ الۡمَصُونُ تِبۡیَانٌ لِکُلِّ شَیۡءٍ '' (قرآنِ مجید ہر چیز کا روشن بیان ہے) میں اسی آیت کو ذکر کر کے نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علمِ غیب کی نفی پر بطورِ دلیل یہ آیت پیش کرنے والوں کا رد فرمایا اور اس آیت میں مذکور نفی ''وَمَآ اَدۡرِیۡ: میں نہیں جانتا'' کے 10 جوابات ارشاد فرمائے ہیں، ان کی معلومات حاصل کرنے کے لئے مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و دوزخ، قیامت کے واقعات، صحابہ کے درجات، فتنوں کی خبریں اور دیگر بے شمار امورِ غیبیہ کی اطلاع دی گئی، جن کا تذکرہ متعدد احادیث و آیات میں ہے۔

اعتراض 4:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب تھا تو اُحد اور دیگر غزوات میں مسلمانوں کو نقصان کیوں اٹھانا پڑا؟ کیا غیب کی خبر سے دشمن کی چالیں پہلے سے نہ روکی جا سکتی تھیں؟

جواب: علمِ غیب کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت، ہر چیز، اور ہر تفصیل کا علم بذاتِ خود یا مستقل حاصل تھا۔ بلکہ یہ علم عطائی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہے، جتنا چاہے، جب چاہے، اپنے نبی کو عطا فرماتا ہے۔

غزوۂ اُحد میں پیش آنے والے نقصان کے اسباب میں سے ایک یہ تھا کہ کچھ صحابہ نے حکمِ نبوی کے باوجود اپنی پوزیشن چھوڑی، جیسا کہ قرآن میں ہے:

"وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ..."

(آل عمران:152)

یعنی: جب تم نے کمزوری دکھائی، اور آپس میں جھگڑا کیا، اور حکم کی خلاف ورزی کی، تب آزمائش آئی۔

یہ سب الٰہی حکمتوں کا حصہ تھا:

تاکہ مخلص اور کمزور ایمان والوں میں فرق نمایاں ہو تاکہ مسلمانوں میں صبر، قربانی اور استقلال پیدا ہو تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عملی تربیت ملے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سیرتِ نبوی انسانوں کی عملی زندگی کے لیے مکمل نمونہ بن جائے۔

اگر ہر موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کچھ پہلے سے بتا دیتے اور نقصان یا فتنہ آنے ہی نہ دیتے، تو امت تربیت سے محروم رہ جاتی۔ اسی لیے بعض اوقات اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب عطا فرمایا، اور بعض اوقات پردہ میں رکھا—— تاکہ امتحان، تربیت اور حکمتِ الٰہیہ کا ظہور ہو پس علمِ غیب کا ہونا نقصان کے واقع نہ ہونے کی ضمانت نہیں، کیونکہ نقصان بھی کبھی اللہ کی مشیّت و مصلحت سے ہوتا ہے، نہ کہ لاعلمی کی بنیاد پر۔

اعتراض 5:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب تھا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے واقعے میں پریشان کیوں ہوئے؟ اور وحی کا انتظار کیوں کیا

جواب: یہ واقعہ سورہ نور میں مذکور ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعۂ وحی علم عطا ہوتا تھا، اور وحی کا وقت اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذاتی علم سے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا بلکہ اللہ کی طرف سے فیصلہ آنے کا انتظار کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تھی تاکہ صحابہ کی آزمائش، منافقین کی رسوائی، اور تطہیرِ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی عظیم مصلحتیں ظہور میں آئیں۔ نیز مخلوق کو علمِ غیب عطائی ہوتا ہے، اور عطا کرنے والا جب چاہے دے، جب چاہے روک لے۔

اعتراض 6:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے حالات کا علم تھا تو وفات کے بعد اُمت میں فتنے، جنگیں اور فرقے کیوں بنے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام فتنوں کی خبریں دی تھیں! حدیثِ جبرئیل، احادیثِ فتن، اور خطبہ حجۃ الوداع میں بہت سے فتنوں کا ذکر موجود ہے۔

مثلاً:

"ستفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة..."

ترجمہ: "میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، امام حسین، خلافت راشدہ، یزید، دجال، مہدی، قربِ قیامت کی علامات تک بیان فرمائیں۔

یہ سب علمِ غیب کے مظاہر ہیں، جو اللہ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائے۔

اعتراض 7:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقین، مثلاً عبد اللہ بن اُبی کی نمازِ جنازہ پڑھی، جبکہ وہ بڑا منافق تھا۔ اگر نبی کو اس کا نفاق اور انجام معلوم ہوتا تو جنازہ نہ پڑھتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کو غیب کا علم نہ تھا۔"

جواب: یہ اعتراض کئی لحاظ سے کمزور، سیاق سے کٹا ہوا اور ناقص فہم پر مبنی ہے۔ جواب دیکھ

1. عبد اللہ بن اُبی کی نمازِ جنازہ ـــــ وحی کے بعد ممانعت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن اُبی کی نمازِ جنازہ پڑھی تھی، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع کیا، اصل میں واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ

عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُول دُعِيَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُصَلِّي عَلَى ابْنِ أُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا

وَكَذَا أُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَخِّرْ عَنِّي يَا عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرْتُ عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرُ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتْ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةٌ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا إِلَى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُونَ قَالَ فَعَجِبْتُ بَعْدُ مِنْ جُرْأَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے دعوت دی گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف تیزی سے کود پڑا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھیں گے، حالانکہ اس نے فلاں فلاں روز ایسا بکواس کیا تھا؟ میں اسکی باتیں شمار کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: ''عمر رضی اللہ عنہ! تم یہاں سے ایک طرف ہٹ جاؤ۔'' جب میں زیادہ اصرار کرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اختیار دیا گیا ہے، لہذا میں نے استغفار کرنا اختیار کیا ہے۔ اگر مجھے علم ہو کہ میرے ستر سے زیادہ مرتبہ استغفار کرنے سے اللہ اسے معاف کر دے گا تو میں ستر سے زیادہ مرتبہ اس کے لیے استغفار کر لوں گا۔'' راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی نماز جنازہ پڑھی اور واپس تشریف لے آئے۔ ابھی چند لمحات ہی ٹھہرنے پائے ہوں گے کہ سورہ توبہ کی یہ دو آیات نازل ہوئیں: ''اے حبیب! جب کوئی ان منافقین سے مر جائے، اس پر کبھی نماز جنازہ نہ پڑھیں'' اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے بعد میں تعجب ہوا کہ کس طرح اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں نے ایسی جراءت کی تھی۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (ہر مصلحت کو) خوب جانتے ہیں۔

بعد ازاں سورۃ التوبہ کی آیت نازل ہوئی:

"ولا تصل علی احدٍ منهم مات ابداً ولا تقم علی قبره" (التوبہ: 84)

"تم ان (منافقین) میں سے کسی کے مرنے پر کبھی نماز نہ پڑھنا، اور ان کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہونا۔"

اس آیت میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو منافقین کے جنازے کی نماز اور ان کے دفن میں شرکت کرنے سے منع فرمایا گیا اور اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول منافقوں کا سردار تھا، جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جو مسلمان صالح مخلص صحابی اور کثیرُ العبادت تھے انہوں نے یہ خواہش کی کہ سیّدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کے باپ عبد اللہ بن اُبی بن سلول کو کفن کے لئے اپنا قمیص مبارک عنایت فرمادیں اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھادیں۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی رائے اس کے خلاف تھی لیکن چونکہ اس وقت تک ممانعت نہیں ہوئی تھی اور حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو معلوم تھا کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا یہ عمل بہت سے منافقین کے ایمان لانے کا باعث ہو گا اس لئے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی قمیص بھی عنایت فرمائی اور جنازہ میں شرکت بھی کی۔ قمیص دینے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چچا حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ جو بدر میں اسیر ہو کر آئے تھے تو عبد اللہ بن اُبی نے اپنا کرتہ انہیں پہنایا تھا۔ حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس کا بدلہ دینا بھی منظور تھا لہٰذا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے قمیص بھی دیا اور جنازہ بھی پڑھایا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد پھر کبھی سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کسی منافق کے جنازہ میں شرکت نہ فرمائی اور حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وہ مصلحت بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ جب منافقین نے دیکھا کہ ایسا شدید عداوت والا شخص جب سیّدِ عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے کرتے سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے عقیدے میں بھی آپ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور اس کے سچّے رسول ہیں یہ دیکھ کر ایک بڑی تعداد مسلمان ہو گئی۔ (خازن، التوبۃ، تحت الآیۃ: ۸۴، ۲/۲۶۹-۲۶۸)

یہ ممانعت بعد میں نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل وحی سے پہلے تھا، اس وقت تک نمازِ جنازہ پر کوئی ممانعت نہ تھی۔

2. نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھنا رحمت کا مظہر تھا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعالمین ہیں۔ آپ نے جب عبد اللہ بن اُبی کے جنازے کے لیے دعا اور کفن عطا فرمایا، تو یہ نفاق کو تسلیم نہ کرنا نہ تھا، بلکہ رحمت کی وسعت اور حکمتِ تبلیغ کا اظہار تھا۔

3. نبی کا غیب جاننا من اللہ تھا، ذاتی نہیں:

نبی کو جو کچھ معلوم ہوتا تھا وہ اللہ کے بتانے سے ہوتا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے بعض منافقین کے نام نہ بتائے تو یہ نبی کی شان میں کمی نہیں بلکہ حکمتِ ربانی ہے

خلاصہ جواب:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی کا جنازہ وحی کی ممانعت سے پہلے پڑھا۔

اللہ کی طرف سے بعد میں واضح ممانعت نازل ہوئی۔

یہ واقعہ علمِ غیبِ نبوی کی نفی نہیں، بلکہ اللہ کے بتانے پر منحصر ہونے کی دلیل ہے۔

اعتراض 8:

کیا صحابہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب کا عقیدہ رکھا؟

جواب: جی ہاں، متعدد واقعات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام علمِ غیب نبوی کے قائل تھے:

1. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول:

"بَينَما نحنُ عندَ رسولِ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ ذاتَ يومٍ إذ طلعَ علينا رجلٌ شديدُ بياضِ الثِّيابِ (حدیثِ جبرئیل – صحیح مسلم)

صحابہ حیرت زدہ تھے کہ یہ کون ہے جو آکر سوال کرتا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جواب کی تصدیق کرتا ہے۔

2. حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی تمام نشانیاں بتائیں۔

3. حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے

"حفظتُ من رسولِ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عليهِ وسلَّمَ وِعاءَيْنِ، فأمَّا أحدُهما فبَثَثْتُه، وأمَّا الآخَرُ فلو بثَثْتُه قُطِعَ هذا الحَلقومُ." (صحیح بخاری، کتاب العلم)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو علم کے خزانے (برتن) یاد کیے۔ ان میں سے ایک کو میں نے پھیلا دیا (لوگوں کو بتا دیا)، اور دوسرے کو اگر بیان کر دوں تو میری یہ گردن (اشارہ اپنی گردن کی طرف کرتے ہوئے) کاٹ دی جائے۔"

تشریح: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایسے غیبی اور فتنوں سے متعلق علوم بھی عطا فرمائے تھے جو ہر خاص و عام کے بیان کے قابل نہ تھے، اور اگر وہ ظاہر کر دیے جاتے تو فتنہ و فساد برپا ہو جاتا۔ یہ حدیث علمِ غیبِ نبوی کا ایک واضح ثبوت ہے، کہ یہ علم خاص خاص صحابہ کو بھی عطا فرمایا جاتا تھا۔

اعتراض 9:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا تو انہوں نے اپنے نواسے امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا جانے سے منع کیوں نہ کیا؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کربلا کا واقعہ نہ صرف پیشگی بتایا بلکہ اس کی تفصیلات بھی ذکر فرمائیں۔

مثلاً:

1. حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کربلا کی مٹی دی اور فرمایا:

"هذا التُّرابُ مِن الارضِ الَّتی یُقتلُ فیها ابنِی الحُسَینُ"

2. کئی صحابہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسین کی شہادت کا ذکر ان کے بچپن میں ہی فرمادیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو واقعہ کربلا کی خبر دی، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ امانت صحابہ کو پہنچادی۔

منع نہ فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ یہ واقعہ قضاو قدر کے تحت تھا، جو امت کے لیے بیداری اور حق و باطل کی پہچان کا ذریعہ بننے والا تھا۔

اعتراض 10:

کیا غیب کی خبر دینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا؟ یا یہ چند مواقع پر تھا؟

جواب: یہ سمجھنا کہ علمِ غیب کا ظہور صرف چند مواقع پر ہوا، درست نہیں در حقیقت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ساری حیاتِ طیبہ میں بے شمار غیبی خبریں دیں، جیسے: غزوات کے نتائج کی خبر منافقین کے نام حضرت حذیفہ کو دینا قیامت کی نشانیاں اصحابِ جنت ودوزخ کے نام حضرت عثمان کی شہادت حضرت علی کے دو گروہوں سے جنگ کا اعلان حضرت عمار یاسر کی شہادت کا اعلان اُمتیوں کے اعمال کا علم حوضِ کوثر پر لوگوں کی پہچان یہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں۔ان سے معلوم ہوتا ہے کہ علمِ غیب نبوی ایک مسلسل عطا تھی، نہ کہ محض چند مواقع پر۔

11: اعتراض

علمِ غیب کی نسبت اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جائے تو کیا اس سے ان کی الوہیت لازم نہیں آتی ہے؟

جواب:

1۔اصلِ علمِ غیب صرف اللہ کے لیے خاص ہے:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمایا:

"قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ" (النمل:65)

ترجمہ: "فرمادو آسمانوں اور زمین والوں میں سے کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ کے۔"

یعنی بلاواسطہ اور ذاتی طور پر علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

2. نبی کا علمِ غیب عطائی ہوتا ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علمِ غیب حاصل ہے وہ ذاتی نہیں بلکہ عطائی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے عطا سے ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے: "عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا * إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ "(الجن:26-27)

ترجمہ: "وہی غیب جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔"

یہاں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول کو غیب پر مطلع فرماتا ہے۔

3.عطائی صفات کا نسبتِ عبدیت سے تعلق ہوتا ہے، الوہیت سے نہیں:

جب کوئی صفت اللہ کی طرف ذاتی ہو تو وہ الوہیت کا تقاضہ کرتی ہے، اور جب وہی صفت مخلوق کو بطور عطا دی جائے تو وہ عبدیت اور نبوت کا کمال بنتی ہے۔

مثلاً:

اللہ شفا دیتا ہے — ذاتی طور پر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شفا دی — اللہ کے اذن سے۔

"وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ" (آل عمران:49)

تو کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شفا سے وہ اللہ بن گئے؟ نہیں!

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا ہونا انہیں اللہ نہیں بناتا، بلکہ اللہ کا محبوب بندہ اور نبی ثابت کرتا ہے۔

4. نبی کا علمِ غیب اللہ کی قدرت کا مظہر ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب عطا ہونا اللہ کی قدرت اور رسالت کی صداقت کی دلیل ہے۔ اللہ چاہے تو اپنے بندے کو وہ علم عطا فرمائے جو عام انسانوں کی دسترس میں نہیں ہوتا۔

5. خود قرآن نے نبی کو علمِ غیب پر مطلع فرمایا:

قرآن مجید کی کئی آیات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب پر دلالت کرتی ہیں، جیسے:

"وَيُعَلِّمُكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" (النساء: 113)

"ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ" (ھود: 49)

اللہ تعالیٰ نے یہ غیبی خبریں رسول کو تعلیم فرمائیں، اس سے رسول کی نبوت ظاہر ہوتی ہے، الوہیت نہیں۔

نتیجہ: علمِ غیب کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنے سے ان کی الوہیت لازم نہیں آتی، کیونکہ:

1. ان کا علم عطائی ہے، ذاتی نہیں۔
2. اللہ کی عطا سے علمِ غیب کا حاصل ہونا، اللہ کی قدرت کا مظہر ہے۔
3. یہ نسبت انہیں نبی و رسول ثابت کرتی ہے، نہ کہ معاذ اللہ، اللہ۔
4. قرآن و حدیث میں ایسی متعدد نصوص موجود ہیں جو اس عطائی علم کو ثابت کرتی ہیں۔

اعتراض 12:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب ثابت کیا جائے، تو یہ ان کی "بشریت" کے خلاف ہوگا، کیونکہ بشر محدود ہوتا ہے، اور غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔

جواب:

1. بشریت اور علمِ غیب ایک دوسرے کے متضاد نہیں:

بشریت کا مطلب ہے: انسان ہونا، جسم، عقل، حواس، نیند، بھوک، شادی، زندگی و موت وغیرہ جیسے انسانی صفات کا حامل ہونا۔
علمِ غیب کا عطائی طور پر حاصل ہونا بشر ہونے کے منافی نہیں، بلکہ یہ کمالِ بشریت ہے۔ نبی وہ بشر ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ عام انسانوں سے بلند رتبہ اور خاص علوم عطا فرماتا ہے۔

مثال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بشر تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مردوں کو زندہ کرنے، غیب کی خبریں دینے اور بغیر باپ کے پیدا ہونے جیسی غیر معمولی صفات عطا کیں۔ کیا اس سے ان کی بشریت ختم ہو گئی؟ نہیں!

2. علمِ غیب نبی کے لیے عطائی ہوتا ہے، ذاتی نہیں:

جیسا کہ قرآن میں ہے: "وَلَآ اَعۡلَمُ الۡغَيۡبَ" (الأنعام:50)

ترجمہ: "میں خود غیب نہیں جانتا۔"

یعنی ذاتاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ انہیں غیب کی خبریں عطا فرماتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

"عَالِمُ الۡغَيۡبِ فَلَا يُظۡهِرُ عَلٰى غَيۡبِهٖۤ اَحَدًا * اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰى مِنۡ رَّسُوۡلٍ" (الجن:26-27)

پس رسول کو اللہ کے علم سے مخصوص غیب عطا ہوتا ہے، جو ان کے بشر ہونے کے باوجود ممکن ہے۔

3. بشریت محدود ہے، مگر اللہ کی عطا سے حدود وسیع ہو سکتی ہیں:

بشری صلاحیتیں اگرچہ محدود ہوتی ہیں، مگر اللہ کی عطا سے ایک بشر کو ایسی چیزیں حاصل ہو سکتی ہیں جو عام انسانوں سے ماوراء ہوں۔ جیسے: حضرت سلیمان علیہ السلام کا جنات پر تصرف، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سمندر چیر دینا۔

یہ تمام واقعات انبیاء کے بشر ہونے کے باوجود ممکن ہوئے۔

4. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب پر قرآنی شواہد:

قرآن میں کئی مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کی خبریں دی گئیں:

"ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهِ اِلَيۡكَ" (ھود:49)

"یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔"

"وَيُعَلِّمُكَ مَا لَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ" (النساء:113)

یہ آیات ثابت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو وہ غیب سکھایا جو پہلے معلوم نہ تھا—اور یہ سب بطور عطا ہے، نہ کہ ذاتی۔

نتیجہ: علمِ غیب کا عطائی ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کے منافی نہیں، بلکہ:

1. یہ کمالِ بشریت ہے، جیسے معجزات اور وحی۔
2. علمِ غیب عطا ہونا اللہ کی قدرت اور نبی کے مقام کی دلیل ہے
3. قرآن و حدیث سے متعدد شواہد ملتے ہیں جو نبی کی بشریت کے ساتھ ان کے علمِ غیب کو بھی ثابت کرتے ہیں۔
4. خود قرآن نے نبی کو بشر بھی کہا اور غیب پر مطلع بھی فرمایا—دونوں میں کوئی تضاد نہیں۔

اعتراض 13:

قرآن میں ہے:

"عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحداً" (الجن: 26)

اس آیت میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، تو پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب کیسے ملا؟

جواب: یہ آیت مکمل پڑھی جائے تو اعتراض خود بخود ختم ہو جاتا ہے:

"عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحداً، إلا من ارتضى من رسول- (الجن: 26-27)

ترجمہ: "وہی غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوا اُس رسول کے جسے وہ پسند فرمائے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے غیب میں سے جو چاہے، جتنا چاہے، اپنے منتخب رسول کو عطا فرماتا ہے۔

یہ آیت دراصل اثباتِ علمِ غیبِ نبوی کا بہت قوی ثبوت ہے، نہ کہ نفی کا

اعتراض 14:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے تھے تو یہ علم تمام صحابہ و امت کو بھی دیا جاتا، مگر ایسا نہیں ہوا۔

جواب:

علمِ غیب نبوی ایک عطائی، اختیاری اور طبقاتی علم ہے، جو حکمتِ الٰہی کے مطابق مرحلہ وار بعض صحابہ کو دیا گیا۔

جیسے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے نام بتائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کئی فتنوں اور جنگوں کی خبر دی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دو وعاء (علم کے خزانے) دیئے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جنتیوں کی پہچان بتائی

یہی تدریج شریعت کی حکمت ہے — سب کچھ ہر ایک کو دینا فتنے کا سبب ہو سکتا ہے۔

اعتراض 15:

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب تھا تو منافقین کے شر سے امت کو بچا لیا جاتا۔

جواب:

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منافقین کو پہچانتے تھے:

یہ عقیدہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی شناخت عطا کی گئی تھی۔

قرآن میں فرمایا:

"وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ" (محمد: ۳۰)

ترجمہ: اور اگر ہم چاہیں تو وہ تجھے اُنہیں دکھا دیں تو تُو اُنہیں ان کی پہچان سے ضرور پہچان لے، اور تو انہیں ان کے اندازِ گفتگو سے ضرور پہچان لے گا۔"

تشریح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کی شناخت کے اشارات و علامات عطا فرمائے، اور بعض کو صراحتاً بھی بتایا۔

2. حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو ناموں کی فہرست دی گئی

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کے نام حضرت حذیفہ کو بتا دیے تھے، جنہیں "صاحبُ السِّرّ" (رازدارِ رسول) کہا جاتا تھا۔

یہ عمل اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ کون منافق ہے، مگر حکمتِ نبوی کے تحت سب کے سامنے ان کا پردہ نہ چاک کیا۔

3. نبی کا منصب "دعوت، تبلیغ، اور اصلاح" ہے، نہ کہ "جبری صفایا":

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام ہدایت کی دعوت دینا ہے، نہ کہ ہر شر کا ظاہری طور پر قلع قمع کرنا۔

منافقین کا باقی رہنا اللہ کی حکمت اور امتحانِ امت کا حصہ بھی ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ فرمایا:

"مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ" (آل عمران: ۱۷۹)

ترجمہ: "اللہ ایسا نہ کرے گا کہ مومنوں کو اسی حالت پر چھوڑ دے جب تک کہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کر دے۔"

4. منافقین کے ساتھ نرمی شریعت کا تقاضا تھا:

قرآن مجید نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم دیا:

"وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ" (الاحزاب: ۴۸)

ترجمہ: اور ان کی ایذا پر در گزر کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علم رکھنے کے باوجود ان کے شر پر مصلحتاً خاموش رہے۔

5. شر کا وجود، خیر کے ظہور کا ذریعہ بنتا ہے:

اگر ہر منافق کو شروع ہی میں ختم کر دیا جاتا تو صبر، حکمت، بصیرت، جماعتی نظم، اور ایمان کی پہچان کیسے ہوتی؟

منافقین کے شر کے باوجود:

دین پھیلا

امت منظم ہوئی

فرقِ حق و باطل ظاہر ہوا

نتیجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کا علم حاصل تھا، مگر:

1. وہ علم عطائی تھا، اللہ کے حکم سے ظاہر ہوتا تھا
2. ان کے ساتھ معاملہ کرنا اللہ کی حکمت، مصلحت، اور امتحان کا حصہ تھا۔
3. نبی کا کام دعوت و اصلاح ہے، نہ کہ ہر فتنہ کا جبری خاتمہ۔
4. امت کی تربیت کے لیے منافقین کا باقی رہنا ضروری تھا۔

لہٰذا یہ کہنا کہ **"اگر نبی کو علمِ غیب ہوتا تو امت کو بچا لیا جاتا"**، قرآن و سنت کے مزاج، اور سیرتِ نبوی سے بے خبری کی دلیل ہے۔

اعتراض 16:

علمِ غیب اگر نبی کو عطا کیا گیا ہوتا، تو وہ کوئی ایسا علمی کارنامہ چھوڑتے جو دنیا آج بھی حیران کن سمجھے، جیسا کہ سائنس یا ٹیکنالوجی کی بنیاد۔

جواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبلغ، ہادی، اور شارع ہیں، سائنس دان یا انجینئر نہیں۔

آپ کا مشن ایمان، اخلاق، عبادات، اور آخرت کی تیاری سکھانا تھا۔

اس کے باوجود، آپ کی تعلیمات میں:

طب (نبوی طریقہ علاج)

ماحولیات (درخت لگانا، پانی کا تحفظ)

زراعت

تجارت کے اصول

معاشرتی تنظیم

ایسی حکمتیں ہیں جو آج بھی ماہرین کے لیے حیرت انگیز ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی و اخلاقی علوم کا خزانہ چھوڑا، جس کی مثال ممکن نہیں

اعتراض 17:

علمِ غیب تو اللہ کی صفتِ ذاتی ہے۔ اگر کسی اور کو عطا ہو جائے، تو اس میں شرک کا اندیشہ ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب ماننا توحید کے خلاف کیسے نہیں؟

جواب

عقیدۂ عطائی علمِ غیب کا مطلب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو غیب ملا، وہ اپنی ذات سے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا۔ یہ شرک تب بنتا جب کوئی کہے کہ نبی بذاتِ خود، اللہ کی اجازت و عطا کے بغیر، ہر غیب جانتے ہیں —— اور ایسا عقیدہ اہلِ سنت کا کبھی نہیں رہا۔

اہلِ سنت کا عقیدہ ہے:

> **"النبی یعلم الغیب بتعلیم الله، لا بذاته"**

یعنی: "نبی غیب کا علم اللہ کی تعلیم سے رکھتے ہیں، اپنی ذات سے نہیں۔"

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول قرآن میں موجود ہے:

"وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ (آل عمران: ۴۹)

ترجمہ: "اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔"

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے یہ علم عطا کیا، تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہیں؟

پس، عطائی علمِ غیب عقیدۂ توحید کے خلاف نہیں بلکہ اسی کے دائرے میں رہ کر ہے۔

اعتراض 18:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

"إنما أنا بشر مثلكم، إنما أقضي بينكم على نحو ما أسمع"

(صحیح مسلم)

یعنی: "میں تمہارے جیسا بشر ہوں، تمہارے درمیان ویسے ہی فیصلہ کرتا ہوں جیسا میں سنتا ہوں۔"

تو اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو غیب کا علم نہ تھا، بلکہ صرف ظاہر پر فیصلہ کرتے تھے۔

جواب: یہ حدیث قضایا و معاملاتِ دنیا کے ضمن میں ہے، یعنی جب دو فریق آپ کے پاس آتے اور ظاہری دلائل سے فیصلہ چاہتے، تو آپ ظاہر ہی پر فیصلہ کرتے۔

اسی حدیث کے فوراً بعد آتا ہے:

"فمن قضيت له بشيء من حق أخيه فلا يأخذه فإنما أقطع له قطعة من النار"

یعنی: اگر ظاہری گواہی کی بنیاد پر غلط فیصلہ ہو گیا تو وہ آگ کا ٹکڑا ہے۔

یہ حدیث عدالتی معاملات میں اصولِ ظاہریت کی وضاحت ہے، علمِ غیب کی نفی نہیں۔

کیونکہ اسی نبی نے بدر، احد، خیبر، موت، جنت، دوزخ، قیامت، قبر، فتنوں، اور ہزاروں امورِ غیبیہ کی خبریں دیں، جو ظاہری گواہی کے بغیر تھیں۔

اعتراض 19:

اگر علمِ غیب عطا ہوتا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم زہر کھانے کے بعد بیمار نہ ہوتے، جیسا کہ خیبر میں زہر دیا گیا تھا۔

جواب:

غزوۂ خیبر میں جب زہر دیا گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نوالہ لیتے ہی فرمایا:

"إن هذا العظم ليخبرني أنه مسموم"

(صحیح بخاری)

یعنی: "اس گوشت کی ہڈی نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ زہریلا ہے۔"

یہ علمِ غیب کی روشن دلیل ہے — آپ کو کھانے کے بعد نہیں، کھاتے وقت ہی یا چند لمحے بعد خبر دی گئی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زہر چکھنا بھی اللہ کی حکمت کا حصہ تھا:

1. یہودی سازش بے نقاب ہو جائے

2. زہریلی عورت پر حجت قائم ہو

3. نبی کا معجزہ ظاہر ہو کہ آپ نے ہلکا سا چکھا اور خبر دے دی

4. شہادت کا مقام نصیب ہو

جیسا کہ روایت ہے:

"ما زالت أكلة خيبر تعاودني، فهذا أوان قطعت أبهري."

ترجمہ:

"خیبر کا زہر آلود کھانا مجھے برابر تکلیف دیتا رہا، اور اب وقت آیا ہے کہ اس نے میری شہ رگ کاٹ دی۔"

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کا سبب بنا، اور بعض علماء کے نزدیک آپ کی شہادت کا مقام اسی کے ذریعے حاصل ہوا۔

نیز علم غیب کا ہونا، ضرر اور اذیت سے مکمل حفاظت کا لازمی تقاضا نہیں:

اگر یہ اصول مان لیا جائے کہ "جسے علمِ غیب ہو، اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے"، تو پھر:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیوں کیا گیا؟

حضرت زکریا علیہ السلام کیوں مارے گئے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کی کوشش کیوں ہوئی؟

حالانکہ یہ سب نبی تھے، غیب پر مطلع تھے، پھر بھی اللہ کی حکمت سے ان پر مظالم آئے۔

نبی کا علمِ غیب، اختیار نہیں بلکہ اطاعتِ الٰہی کے تابع ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ جو علم، جب، اور جتنا دیا جائے، آپ اتنا ہی جانتے ہیں۔

آپ کا علمِ غیب:

عطائی ہے، ذاتی نہیں

مشروط ہے، مستقل نہیں

حکمت کے تابع ہے، خود مختار نہیں

نیز ممکن ہے کہ زہر کی مکمل تفصیل ابتداءً نہ دینا اللہ کی حکمت ہو، نہ کہ علمِ غیب کے انکار کا ثبوت۔

نتیجہ:

خیبر کے واقعہ سے علمِ غیبِ نبوی کا انکار نہیں، بلکہ یہ واقعہ بھی علمِ غیب کی ایک "موقّت اور کا ثبوت ہے، کہ اللہ نے آپ کو ایک خاص وقت پر اطلاع دی، نہ کہ پہلے سے۔ اس میں کئی حکمتیں اور مصلحتیں تھیں:

دین کا غلبہ

دشمن کی رسوائی

معجزہ کا ظہور

شہادت کا مقام

امت کے لیے درس

لہٰذا یہ واقعہ، اعتراض کا سبب نہیں، بلکہ علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہے۔

بیماری آنا یا شہادت کی طرف جانا بھی رب کی حکمت کے تحت ہے، جیسا کہ قرآن میں ہے:

"وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل..."

(آل عمران: ۱۴۴)

یعنی علمِ غیب ہونا، موت یا زخم سے بچاؤ کی ضمانت نہیں۔

اعتراض 20: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی آپ سے غیب کے بارے میں سوال نہیں کرتے تھے، تو گویا وہ بھی آپ کو عالم غیب نہیں سمجھتے تھے۔

جواب:

یہ اعتراض بظاہر بڑا نکتہ خیز لگتا ہے، لیکن در حقیقت یہ صحابۂ کرام کے مقامِ فہم، عقیدۂ علمِ غیب، اور نبوی تعلیمات سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔اس کا مفصل، مدلل اور تحقیقی جواب درج ذیل نکات میں پیش کیا جاتا ہے:

1. صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غیب سے متعلق سوالات کرتے تھے:

یہ دعویٰ کہ "صحابہ نے کبھی آپ سے غیب کا سوال نہیں کیا"، قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔در حقیقت کئی صحابہ کرام اور دیگر لوگوں نے غیب سے متعلق سوالات کیے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب بھی عطا فرمایا:

(أ) قیامت کے بارے میں سوال:

"يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا" (الاعراف: ۱۸۷)

ترجمہ: آپ سے لوگ قیامت کے وقت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہو گی؟"

یہ سوال غیب سے متعلق تھا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا۔

(ب) روح کے بارے میں سوال:

"وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ"(الاسراء:85)

ترجمہ: اور (اے حبیب!) وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔"

(ج)غزوات کے بارے میں پیشگی خبریں

غزوۂ بدر سے پہلے فتح کی بشارت

غزوۂ خندق میں قیصر و کسریٰ کے خزانے دیکھنا

حجۃ الوداع میں آئندہ فتنوں کی خبر دینا

یہ سب مستقبل کے غیب کی خبریں تھیں، جن کے متعلق صحابہ کو خبر دی گئی۔

2. صحابہ کا نبی کو "عالم غیب" نہ کہنا، اس بات کا ثبوت نہیں کہ وہ علمِ غیب کے قائل نہ تھے:

"عالم الغیب" اللہ کا ذاتی وصف ہے، جیسا کہ فرمایا:

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ" (الجن: ۲۶-۲۷)

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور وہ کسی کو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا، سوائے اس کے جسے وہ رسول چن لے۔"

یعنی غیب اللہ کا ذاتی وصف ہے، نبی کو عطائی طور پر جتنا چاہے، دیتا ہے۔

اسی لیے صحابہ نے کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "عالم الغیب بذاتہ" نہیں کہا — کیونکہ یہ عقیدہ شرک کے زمرے میں آتا — مگر وہ نبی کے علمِ غیبِ عطائی کے قائل تھے، اور اس کے مشاہدات بھی کیے۔

3. صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستقبل کی خبریں پوچھتے، اور مانتے بھی تھے:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لقد أخبرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بكل ما هو كائن إلى قيام الساعة."

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وہ سب کچھ بتادیا جو قیامت تک پیش آنے والا ہے۔"

کیا یہ غیب نہیں؟

4. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کئی غیب کی خبریں دی تھیں:

آپ نے حضرت عثمان کی شہادت کی خبر دی

حضرت علی کو خوارج کے بارے میں بتایا

حضرت عمار کے قاتلوں کا ذکر کیا

اُمت میں فتنے، قحط، جنگیں، حکومتیں — سب کی خبریں دیں

یہ سب صحابہ کرام نے سُنیں اور آگے روایت بھی کیں۔

5. صحابہ نے غیب سے متعلق سوال کم کیوں کیے؟

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب اور تقویٰ کی علامت تھی، نہ کہ انکارِ علمِ غیب کی۔

جیسا کہ قرآن نے خود فرمایا:

"لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ"

(المائدہ: 101)

یعنی: ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں۔"

اس لیے صحابہ نے نبی سے غیب کی باتیں پوچھنے میں حد درجہ احتیاط برتی، مگر جب ضرورت ہوئی، تو سوال بھی کیا اور جواب بھی پایا۔

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صحابہ کرام اور دیگر لوگوں کو اختیار دیا تھا جو پوچھنا ہو پوچھو حال کے بارے میں پوچھو یا ماضی کے بارے اور اگر چاہو تو مستقبل کے بارے میں بھی پوچھ سکتے ہو **چنانچہ حدیث ہے"**

قام رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم خطيبًا، فقال: سلوني، فوالله لا تسألوني عن شيء إلا أخبرتكم به

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، فرمایا: مجھ سے پوچھ لو! اللہ کی قسم، جو چاہو مجھ سے پوچھ لو، میں تمہیں بتاؤں گا۔"

تو کسی پوچھنے والے نے پوچھا بھی تھا

یا رسولَ الله، من أبي؟"

"اے اللہ کے رسول! میرا باپ کون ہے؟"

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أبوك حذافة."

"تمہارا باپ حذافہ ہے۔"

فقام آخر، فقال

پھر دوسرا کھڑا ہوئے پوچھنے کی وجہ سے اور کہا

من أبي يا رسول الله؟

میرا باب کون ہے اے اللہ کے رسول

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فقال: ابوك سالم مولى شيبة،

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے

اور حدیث کے آگے الفاظ ہیں

فلما رأى عمر ما في وجهه، قال: يا رسول الله، إنا نتوب إلى الله عز وجل".

عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ مبارک کا حال دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ! ہم (ان باتوں کے دریافت کرنے سے جو آپ کو ناگوار ہوں) اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔

اس واقعے کے نکات:

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ عام کیا: جو چاہو پوچھ لو۔
2. صحابہ ادب سے خاموش رہے، مگر چند اشخاص نے سوال کیا۔
3. نبی نے غیب سے خبر دی کہ تمہارا باپ فلان ہے، حالانکہ وہ شخص خود اس کے بارے میں شکوک میں مبتلا تھا۔
4. یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علمِ غیب کا بین ثبوت ہے

نتیجہ: یہ کہنا کہ "صحابہ نے نبی سے غیب کے سوالات نہیں کیے، لہٰذا وہ آپ کو عالم غیب نہیں سمجھتے تھے" — تاریخی، تفسیری، اور حدیثی حقائق کے خلاف ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی علمِ غیب پر ایمان رکھتے تھے

آپ سے غیب سے متعلق سوالات کرتے تھے

آپ کی دی گئی غیبی خبریں روایت کرتے تھے

اور آپ کو اللہ کا برگزیدہ، وحی یافتہ اور علمِ غیب سے مطلع بندہ مانتے تھے

لہٰذا یہ اعتراض باطل اور علمِ غیبِ نبوی کے درجنوں دلائل کے خلاف ہے۔

اعتراض 21:

علمِ غیب کا دعویٰ تو کذاب و مدعیانِ نبوت جیسے مسیلمہ نے بھی کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میں فرق کیا ہوا؟

جواب: یہ اعتراض کہ "علمِ غیب کا دعویٰ تو جھوٹے مدعیانِ نبوت مثلاً مسیلمہ کذاب نے بھی کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات میں فرق کیا ہے؟"——بظاہر نکتہ آفرین ہے، مگر حقیقت میں اس کا مکمل تحقیقی اور عقلی جواب موجود ہے، جو درج ذیل نکات میں پیش کیا جاتا ہے:

1. سچا اور جھوٹا مدعی: دلیل و برہان سے پہچانا جاتا ہے

دعویٰ علمِ غیب بذاتِ خود معیارِ حق و باطل نہیں ہوتا، بلکہ:

حق اور جھوٹ کا فرق دلیل، معجزہ، صداقت، سیرت، اور تائیدِ الٰہی سے پہچانا جاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم: معجزات کے ساتھ مؤید قرآن جیسی کتاب لانے والے بچپن، جوانی، نبوت، جنگ، صلح——ہر مرحلے میں صادق وامین دشمن بھی سچائی کے قائل

مسیلمہ کذاب: جھوٹ، فریب، دنیا طلبی، شہرت پرست قرآن جیسی کتاب کا مذاق اُڑاتا تھا (نعوذ باللہ) اُس کے نام نہ کوئی معجزہ، نہ وحی، نہ روحانی تاثیر

2. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب: اللہ کی عطا ہے، دعویٰ نہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی علمِ غیب کا ذاتی دعویٰ نہیں کیا، بلکہ ہمیشہ فرمایا:

"لا أعلم الغيب، إلا ما علّمني ربّي"

"میں غیب نہیں جانتا، مگر جو میرا رب مجھے سکھا دے"

قرآن میں بھی فرمایا گیا:

"قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِندِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ" (الانعام: ۵۰)

یعنی: نبی نے کبھی خود کو مستقل عالم الغیب نہیں کہا، بلکہ عطائی علم کا اظہار فرمایا۔

جبکہ جھوٹے مدعیانِ نبوت خود کو اصل علمِ غیب کا حامل، مستقل ذریعہ بتاتے تھے، جو شرک اور جھوٹ ہے۔

3. سچے نبی کا علمِ غیب: معجزہ ہوتا ہے، جھوٹے کا: فریب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب معجزہ ہے، جیسا کہ:

غزوہ بدر و احد کی خبریں آئندہ خلفاء کی تفصیل شہادتِ عثمان و علی رضی اللہ عنہما قیامت کی علامات

فرداً فرداً مخصوص صحابہ کو غیب کی خبریں دینا یہ سب واقع ہو کر ثابت ہو چکے ہیں۔

جبکہ مسیلمہ جیسے لوگوں کی باتیں: جھوٹ نکلیں نہ کوئی غیب درست نکلا نہ کوئی کرامت یا معجزہ

4. قرآن نے جھوٹے مدعیانِ غیب کو چیلنج کیا

قرآن نے چیلنج دیا:

"قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ" (البقرہ: ١١١)

یعنی: اگر تم سچے ہو تو برہان (دلیل) لاؤ۔

مسیلمہ و اسود عنسی کوئی برہان نہ لا سکے۔

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا سیرتِ طیبہ برہان ہی برہان ہے۔

5. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی تائید: قرآن سے ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب کی خبریں قرآن نے بھی دی ہیں، جیسے:

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ" (الجن: ٢٦-٢٧)

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، مگر جس رسول کو چاہے۔"

نتیجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب عطائی ہے، دعویٰ نہیں

ان کا علم سچائی، وحی، معجزہ، تائیدِ الٰہی سے ثابت ہے

جھوٹے مدعیانِ غیب (مسیلمہ وغیرہ) کا علم جھوٹ، فریب اور شعبدہ تھا

اس لیے ان دونوں کے دعوے کا تقابل بنیادی طور پر باطل ہے

اعتراض 22:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب سورج گرہن ہوا تو آپ نے نمازِ کسوف ادا کی، اگر آپ کو غیب کا علم ہوتا تو پہلے سے لوگوں کو خبر دیتے۔

جواب:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کے وقت نماز پڑھ کر فرمایا:

"إن الشمس والقمر لا ينكسفان لموت أحد من الناس، ولكنهما آيتان من آيات الله..."

یعنی آپ نے علمِ نجوم اور جاہلانہ توہمات کو رد کیا، اور فرمایا کہ گرہن اللہ کی نشانی ہے۔

آپ کا یہ عمل غیب کے انکار کے لیے نہیں، بلکہ قوم کو اللہ کی طرف رجوع کا سبق دینے کے لیے تھا۔

ورنہ تو آپ نے قیامت تک ہونے والے سورج و چاند کے حالات بھی بیان فرمائے۔

اعتراض 23:

اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم علمِ غیب رکھتے تھے تو آپ نے اپنے وصال کا وقت، جگہ اور حالت کیوں نہ بیان کی؟ صحابہ کرام حیران و پریشان تھے، تدفین میں اختلاف بھی ہوا۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کو اپنے انجام کا علم نہ تھا۔

جواب:

یہ اعتراض واقعی فہمِ سیاق اور روایت کے لطیف نکات سے عاری ہے۔

1. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بارے میں کئی اشارات دیے:

"المرء يُدفن حيث يُقبض"

(جس جگہ کسی کی روح قبض ہو، وہیں دفن کیا جائے)

—— یہ آپ نے خود اپنی تدفین کی جگہ کی نشان دہی کر دی۔

"إن عبداً خيّره الله بين الدنيا والآخرة..."

—— آپ نے وفات سے قبل فرمایا کہ مجھے دنیا یا آخرت کا اختیار دیا گیا اور میں نے آخرت کو چُنا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سرگوشی میں بتایا کہ:

"میں اس بیماری میں فوت ہو جاؤں گا۔"

2. صحابہ کا تدفین کے بعد مشورہ کرنا مشورہ برائے تدفین کے انتظامات تھا، نہ کہ لاعلمی۔

بلکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فوراً کہا: "وہیں دفن کرو جہاں روح قبض ہوئی۔"

لہٰذا ان تمام شواہد سے یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال، جگہ، وقت، اور حالات کا علم تھا، اور ان کو امت کی حکمت و تربیت کے مطابق جزوی اظہار کیا۔

اعتراض 24:

مخالفین کہتے ہیں کہ سورۃ المائدہ کی آیت: مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ (سورۃ المائدہ، آیت 117)

ترجمہ: "میں نے ان سے کچھ نہیں کہا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم دیا تھا۔"

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول نقل ہوا ہے کہ میں نے لوگوں سے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی، صرف اللہ کا حکم پہنچایا مخالفین کہتے ہیں کہ اگر نبی اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہہ سکتے تو علمِ غیب کا دعویٰ یا اس کی نسبت کیسے درست ہو سکتی ہے؟

علمِ غیب دین کا حصہ نہیں بلکہ ایک اختصاصی صفت ہے، اور یہاں صاف صاف کہا گیا کہ نبی کو وہی کہنا ہے جو حکم ملا ہو۔

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب ماننا درست نہیں۔

جواب:

پہلی بات:

یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کو بیان کر رہی ہے۔ اصل سیاق قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہونے والی گفتگو کا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ "کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو معبود بنالو؟" تو حضرت عیسیٰ جواب دیں گے کہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی، میں نے صرف وہی بات کہی جس کا مجھے اللہ نے حکم دیا: یعنی توحید اور بندگی کا پیغام۔

یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہو رہا۔ لہٰذا اس آیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور اعتراض پیش کرنا سیاق سے ہٹ کر ہے۔

دوسری بات: نبی کا یہ قول "میں نے وہی کہا جو حکم ہوا" دراصل تبلیغِ رسالت کے دائرے میں ہے۔

یعنی دین کے بنیادی احکام، عقائد، شرعی قوانین میں نبی اپنی طرف سے کوئی اضافہ یا کمی نہیں کرتے۔

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اپنی خصوصی عنایت سے غیب کی خبریں نہ دے سکتا ہو۔

تیسری بات:

قرآنِ مجید میں جگہ جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض غیبی خبریں عطا ہونے کا ذکر ہے، مثلاً:

فتح مکہ کا وعدہ۔

رومیوں کی دوبارہ فتح (سورہ روم) کی پیش گوئی۔

منافقین کے راز بتانا۔

قیامت کی کچھ علامات کی خبر دینا۔

اگر "صرف حکم والی بات" کا مطلب مکمل غیب کی نفی ہوتی تو یہ ساری خبریں نعوذ باللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے باہر ہو جاتیں۔

چوتھی بات:

نبی کو جو علم غیب عطا ہوتا ہے، وہ "عطائی" ہوتا ہے، "ذاتی" نہیں۔

یعنی اللہ رب العزت اپنی مشیت سے نبی کو غیب کے بعض حقائق سے آگاہ فرماتا ہے

یہ بالکل ایسے ہے جیسے قرآن میں آیا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ (سورۃ الجن، آیت 26-27)

ترجمہ: "وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جس کو وہ پسند کر لے۔"

یعنی رسول کو بھی اللہ کی اجازت سے غیب کا علم دیا جاتا ہے۔

خلاصہ جواب: سورۃ مائدہ کی آیت تبلیغِ رسالت کے بارے میں ہے، علمِ غیب کے بارے میں نہیں۔

نبی اپنی طرف سے دین میں کوئی بات شامل نہیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ اپنی مشیت سے نبی کو غیب کی خبریں عطا فرماتا ہے

عطائی علمِ غیب کا عقیدہ قرآن و سنت سے ثابت ہے، اور یہ توحید کے خلاف نہیں۔

اعتراض 25:

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا تو بدر کے قیدیوں کے بارے میں پہلے سے کیوں نہ معلوم تھا کہ فدیہ لینا درست نہیں؟ بعد میں وحی آئی اور تنبیہ کی گئی۔

جواب: اس واقعہ میں بھی ایک نبوی اجتہاد کارفرما تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے بعد میں اصلاح فرمایا۔ نبی کا اجتہاد کرنا اور پھر اللہ کا اسے بہتر سے تبدیل کرنا — یہ کوئی نقص نہیں، بلکہ نبوت کے اعلیٰ مقام اور وحی کی نگرانی کا اظہار ہے۔

علمِ غیب کا تعلق ہر لمحے کے قطعی نتائج جاننے سے نہیں ہوتا، بلکہ جتنا اللہ چاہے، وہی علم عطا ہوتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ

(الجن: ٢٦-٢٧)

نیز بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہار فرمایا اور اللہ نے اس پر تنبیہ کی تو یاد کھو

تنبیہ، نبوت کا حصہ ہے، نفیِ علم کا نہیں

انبیاء کی اجتہادی لغزشوں پر تنبیہ ہوتی رہی ہے، جیسے:

حضرت آدم علیہ السلام کا شجر ممنوعہ سے کھانا

حضرت یونس علیہ السلام کا جلدی نکل جانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا "عبس وتولیٰ" کا واقعہ

مگر ان واقعات سے نبوت، عصمت، اور عطائی علم کی نفی نہیں ہوتی

بلکہ یہ تکمیلِ نبوت کا ہی حصہ ہے کہ نبی اللہ کے اذن کے تابع رہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مشورہ رحم و عفو کی بنیاد پر تھا، اور اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر اعلیٰ جنگی حکمت کی طرف رہنمائی فرمائی۔ یہ واقعہ علمِ غیب کی نفی نہیں بلکہ اس کی محدود عطا کا ثبوت ہے۔

اعتراض 26:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض سوالات کے جواب کے لیے وحی کا انتظار کرنا پڑتا تھا، اگر غیب معلوم ہوتا تو فوری جواب کیوں نہ دیتے؟

جواب:

یہ اعتراض دراصل نبی کے علمِ غیب کو ذاتی اور مستقل سمجھنے کی غلطی پر مبنی ہے، حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کو علمِ غیب عطا کیا جاتا ہے، ذاتی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض موقعوں پر اللہ کی طرف سے تاخیر ہوتی تا کہ امت کو سکھایا جاسکے کہ:

علم کا منبع اللہ ہے وحی کا انتظار نبوت کا حصہ ہے ہر بات پر رائے زنی نہیں کرنی چاہیے

قرآن نے کئی سوالات کا ذکر کیا، جن پر "يَسْـَٔلُونَكَ" کے بعد "قُل" کے ذریعے جواب دیا گیا— یہ ظاہر کرتا ہے کہ علمِ غیب اللہ کے حکم سے عطا ہوتا ہے، اور یہ نزول کی ترتیب اور وقت کے ساتھ منسلک ہے۔

یہ تعلیم امت کے لیے ہے کہ علمِ شریعت و غیب اللہ کے نبی کے ذریعے عطا ہوتا ہے، مگر اللہ کے اذن کے ساتھ۔

اعتراض 27:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی سازشوں کا دیر سے علم ہوا، اگر علمِ غیب تھا تو عبداللہ بن ابی جیسے منافقوں کی چالیں پہلے کیوں نہ پکڑ لیں؟

جواب:

یہ سوال بھی علمِ غیب کے صحیح تصور سے خالی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے منافقین کے دلوں کے حال سے آگاہ فرمایا تھا، مگر آپ نے ان پر فوراً اقدام نہیں کیا، بلکہ ان کی اصلاح، مہلت، اور فتنہ سے بچاؤ کو ترجیح دی۔ عبداللہ بن ابی کی سازشوں کا ذکر قرآن میں تفصیل سے آیا (سورہ منافقون، توبہ، احزاب)—— یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ نبی کو علم تھا، مگر اس علم پر عمل سیاسی اور معاشرتی حکمت کے تابع تھا۔

حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو نبی نے منافقین کے نام تک بتا دیے—— یہ علمِ غیب کی واضح دلیل ہے۔

اگر نبی ہر منافق کو فوراً ظاہر کرتے تو:

معاشرتی خلفشار ہوتا اندرونی بغاوت شدت پکڑتی اسلام دشمنوں کو پروپیگنڈا کا موقع ملتا

لہٰذا علمِ غیب کے باوجود خاموشی اختیار کرنا، دلیل ہے کہ یہ علم عطائی اور حکمت والا تھا، نہ کہ فتنہ انگیز۔

اعتراض 28:

نبی نے فرمایا: "من أحدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو ردّ" —— یعنی "جو شریعت میں نئی بات نکالے، وہ مردود ہے۔" نیز علمِ غیب کا عقیدہ تو بعد میں آیا، اس لیے مردود ہے۔

جواب:

یہ حدیث بدعتِ سیئہ (بری ایجاد) کے خلاف ہے، نہ کہ علمِ غیب جیسے ثابت شدہ عقائد کے خلاف۔

علمِ غیب کا عقیدہ: قرآن سے ثابت ہے (جن، توبہ، آل عمران، مریم، احزاب وغیرہ) سینکڑوں احادیث سے ثابت ہے

صحابہ کرام، تابعین، ائمہ کرام، مفسرین و محدثین کے اجماعی عقائد میں شامل ہے اسے "بدعت" کہنا خود ایک بدعت ہے۔

نبی نے فرمایا:

"اُوتیتُ مفاتیحَ الغیبِ"—"**مجھے غیب کی کنجیاں عطا کی گئیں**"(ترمذی)

لہٰذا یہ عقیدہ نہ نیا ہے، نہ مردود؛ بلکہ اصولِ دین سے ہے۔

اعتراض 29:

اگر نبی کو غیب معلوم ہوتا تو حضرت عثمانؓ، علیؓ، عمرؓ جیسے خلفاء کی شہادت کیوں نہ روک لیتے؟

جواب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام شہادتوں کی خبریں پہلے سے دی تھیں۔

حضرت عمارؓ سے فرمایا: "تقتلك الفئة الباغية" حضرت عثمانؓ کو خلافت اور شہادت کی خبر دی

حضرت علیؓ سے فرمایا: **"اشقى الآخرين من يسفك دمك"** یہ سب احادیث صحیح سند سے ثابت ہیں۔

مگر ان واقعات کو روکنے کے لیے نبی کریمؐ نے تقدیرِ الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم فرمایا—کیونکہ یہ سب فتنوں کے ظاہر ہونے، حق و باطل کے امتیاز، اور آزمائش کے لیے تھے۔

لہٰذا خبریں دینا = علمِ غیب کا ثبوت، مگر روک نہ دینا اللہ کی مشیت کا تقاضا۔

اعتراض 30:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللهم لا علم لنا إلا ما علمتنا"

تو جب کوئی علم نہیں، تو علمِ غیب کا کیا مطلب؟

جواب: یہ دعا توقیر اور عاجزی کے انداز میں کہی گئی—اس میں عطائی علم کی حقیقت بیان ہوئی ہے، نہ کہ علم کی نفی۔

قرآن میں حضرت آدمؑ نے بھی یہی کہا:

"سبحانك لا علم لنا إلا ما علمتنا"

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت آدم کو کچھ بھی نہیں آیا؟

نہیں — بلکہ یہ عاجزی کا اسلوب ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ سے علم طلب کرتے تھے، اور جو کچھ عطا ہوتا تھا، اس میں علم غیب کا حصہ بھی ہوتا

اعتراض 31:

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب ہر وقت حاصل تھا؟ اگر نہیں، تو اس کا ہونا بے فائدہ ہے۔

جواب: نہیں — علمِ غیب ہر وقت، ہر لمحہ استعمال کرنے کے لیے نہیں دیا گیا۔

بلکہ: جب وحی نازل ہوئی، تب ظاہر ہوا جب اللہ نے چاہا، تب عطا ہوا جس مقدار میں چاہا، اتنا علم دیا یہ علم نبوت کی تصدیق، امت کی رہنمائی، اور حق کی گواہی کے لیے کافی ہے۔

یہ کہنا کہ "جب ہر وقت نہیں تو فائدہ نہیں" ایسے ہی ہے جیسے:

سورج ہر وقت نہیں چمکتا، تو فائدہ نہیں؟ آنکھیں بند ہونے پر روشنی بے کار ہے؟ نہیں! ہر چیز کا اپنا وقت اور دائرہ کار ہے اور فائدہ مند ہے

اعتراض 32:

علمِ غیب صرف اللہ کی صفت ہے، کسی اور کو یہ کیسے دی جا سکتی ہے؟

جواب: بالکل! علمِ غیب ذاتی صرف اللہ کی صفت ہے، اور کوئی بندہ مستقل، ذاتی طور پر غیب کا علم نہیں رکھتا۔

مگر عطائی علم ممکن ہے، جیسے کہ قرآن میں ہے:

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا * إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ" (الجن: ۲۶—۲۷)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع فرما دیتے ہیں۔

یہ علم ذاتی نہیں، عطائی ہے۔ اس لیے عقیدہ درست یہ ہے: نبی کریم کو غیب کا علم اللہ نے عطا فرمایا۔

اعتراض 33:

اگر نبیؐ کو علمِ غیب تھا تو آپؐ کے دندانِ مبارک اُحد میں کیوں شہید ہوئے؟

جواب: نقصان اور امتحان نبوت کی نفی نہیں کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء پر امتحانات کا مقصد درجات کی بلندی اور امت کی آزمائش ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا:

"اشدّ الناس بلاءً الانبیاء، ثم الامثل فالامثل" (ترمذی)

یعنی سب سے زیادہ آزمائش انبیاء پر آتی ہے۔ اگر علمِ غیب کے باوجود کوئی نقصان ہو، تو یہ علم کی نفی نہیں بلکہ مشیتِ الٰہی ہے۔

اعتراض 34:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر فرمایا: "اللہ بہتر جانتا ہے" — کیا یہ علم کی نفی نہیں؟

جواب: یہ اعتراض بظاہر سننے میں مؤثر محسوس ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی نفی نہیں بلکہ اس کے کمال، حدودِ شرعیہ کی رعایت، اور بندگی کے اعلیٰ ترین معیار کی دلیل ہے۔ اس کا جواب تفصیل سے درج ذیل نکات کی روشنی میں دیا جاسکتا ہے:

1. "اللہ بہتر جانتا ہے" کہنا تواضع اور ادب کا اظہار ہے، نہ کہ علم کی نفی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللّٰہُ أَعْلَم" یعنی "اللہ بہتر جانتا ہے" جیسے الفاظ اکثر ان مواقع پر فرمائے جب:

اللہ کی طرف کسی خاص علم کی نسبت مقصود تھی۔ بندوں کو ادب اور تواضع سکھانا تھا۔ امت کو یہ تعلیم دینا تھی کہ علم کا اصل منبع اللہ ہی ہے۔ یہ اس بات کی نفی نہیں کہ آپ کو وہ علم نہیں تھا، بلکہ یہ تعلیم اور تواضع کا اسلوب ہے۔

2. خود قرآن میں انبیاء علیہم السلام نے "اللہ ہی بہتر جانتا ہے" کہا ہے

مثلاً: قَالُوا نَعْلَمُهُ وَلَدًا قَالُوا اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَلَدَتْ (الکہف: ٣٦)

"لوگوں نے کہا: ہمیں علم ہے کہ اس نے بچہ جنا ہے، مگر وہ بولے: اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا جنا ہے۔"

یہ انبیاء کی تواضع ہے، نہ کہ علم کی نفی۔

3. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات پر تفصیلی امورِ غیب بیان فرمائے ہیں

اگر "اللہ بہتر جانتا ہے" کہنا علمِ غیب کی نفی ہوتا، تو پھر یہ تمام احادیث کس چیز کی دلیل ہوں؟

مثلاً:

میدانِ حشر کے حالات (صحیح بخاری، کتاب الرقاق) جنت و جہنم کے مناظر مستقبل کی پیش گوئیاں (فتنوں، جنگوں، خلافتوں سے متعلق) منافقین کے نام، دجال، قیامت کی نشانیاں یہ سب آپ نے تفصیل سے بیان فرمایا، پھر صرف ایک عمومی اسلوب "اللہ بہتر جانتا ہے" کو لے کر علمِ غیب کی نفی کر دینا علمی دیانت کے خلاف ہے۔

4. علم کی نفی تب ہوتی ہے جب صراحت سے فرمایا جائے: "مجھے معلوم نہیں"

"اللہ بہتر جانتا ہے" کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں، بلکہ یہ ادباً اعلیٰ درجے کی نسبت اللہ کی طرف کرنا ہے۔

جیسا کہ علماء فرماتے ہیں "اللہ أعلم" لا یدل علی الجهل، بل علی التفويض والتسليم وتمام الادب فی حق الله تعالیٰ۔

5. فقہاء اور مفسرین کے ہاں "اللہ بہتر جانتا ہے" ایک فنی تعبیر بھی ہے

مثلاً تفسیر کے آخر میں لکھا جاتا ہے: "واللہ أعلم بالصواب" — کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ مفسر کو کچھ علم نہیں؟ ہر گز نہیں، بلکہ یہ تواضع، تسلیم، اور تحقیق کا اسلوب ہے۔

نتیجہ:

"اللہ بہتر جانتا ہے" کہنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کی نفی ثابت نہیں ہوتی، بلکہ یہ ادب و انکساری امت کی تربیت اللہ کی ذات کو علمِ مطلق کا منبع ماننے کا اعتراف ہے، جو کہ ایمان کی تکمیل کا حصہ ہے۔

لٰہذا یہ کہنا کہ ایسے جملے نبی کریم کے علمِ غیب کی نفی کرتے ہیں، نہ صرف ناقص فہم کا نتیجہ ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ علم اور اسلوبِ تعلیم کی گہری حکمتوں سے غفلت پر مبنی ہے۔

اعتراض 35:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ‘اگر میں غیب جانتا، تو بہت سے فائدے حاصل کرتا’ (الاعراف: ۱۸۸)، یہ علمِ غیب کی کھلی نفی ہے۔"

جواب: یہ آیت سورۃ الاعراف (آیت 188) مخالفین کی طرف سے علمِ غیبِ نبوی کی نفی کے لیے سب سے زیادہ پیش کی جاتی ہے، اور بظاہر اس کا ترجمہ "اگر میں غیب جانتا..." علمِ غیب کی نفی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ آیت مطلق علمِ غیب کی نفی نہیں کرتی، بلکہ مستقل، ذاتی، اور غیر محدود علمِ غیب کی نفی کرتی ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

آیئے اس کا تفصیلی، علمی، تفسیری اور عقلی جواب مرحلہ وار دیکھتے ہیں:

1. مکمل آیت کا مفہوم سمجھنا ضروری ہے

قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (الاعراف: ۱۸۸)

ترجمہ: آپ فرما دیجیے: میں اپنی ذات کے لیے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو ضرور بہت سا فائدہ حاصل کرتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو صرف ڈر سنانے والا اور ایمان لانے والوں کو خوش خبری دینے والا ہوں۔"

تفسیری جھلک

تم فرماؤ، میں اپنی جان کے نفع اور نقصان کا اتنا ہی مالک ہوں جتنا اللہ چاہے۔} آیت کا خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس آیت میں حضورِ اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو کمال درجے کی عاجزی، عظمتِ الٰہی اور عقیدۂ توحید کے اظہار کا حکم فرمایا گیا کہ سرکارِ دو عالم صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس جو قدرت و اختیار اور علم ہے خواہ اپنی ذات کے متعلق یا دوسروں کے بارے میں، یونہی دنیاوی چیزوں کے بارے میں یا قیامت، آخرت اور جنت کے بارے میں وہ تمام کا تمام اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے ہے لٰہذا حضورِ اقدس صَلَّى

اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا اوّلین وآخرین سے افضل ہونا، دنیا وآخرت کے اُمور میں تَصَرُّف فرمانا، صحابہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُم کو شفا عطا فرمانا بلکہ جنت عطا فرمانا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کرنا وغیرہا جتنی چیزیں ہیں سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے چاہنے سے ہیں۔

1. یہاں "علمِ غیب" سے مراد کیا ہے؟

یہاں "علمِ غیب" سے مراد ذاتی، مطلق، ازلی اور اختیاری علمِ غیب ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عطائی ہے، ذاتی نہیں؛ بقدرِ مشیتِ الٰہی ہے، بے حد و بے قید نہیں۔ لہٰذا آپ یہ فرمارہے ہیں کہ:

"اگر میرے پاس از خود، مکمل، مستقل، ہر شے پر محیط علمِ غیب ہوتا (جیسا کہ اللہ کے پاس ہے)، تو میں ہر نفع کو سمیٹ لیتا اور کسی مصیبت یا دشمنی کا سامنا ہی نہ ہوتا"۔

تفسیری جھلک: وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ: اور اگر میں غیب جان لیا کرتا۔} اس آیتِ مبارکہ میں علمِ غیب کی نفی کی علماءِ کرام نے مختلف تَوجیہات بیان کی ہیں، ان میں سے چار توجیہات درج ذیل ہیں جنہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے علوم کے بیان پر مشتمل اپنی لاجواب کتاب ''اِنْبَاءُ الْحَیْ اَنَّ کَلَامَہُ الْمَصُوْنَ تِبْیَانٌ لِّکُلِّ شَیْءٍ '' (اللہ تعالیٰ کا کلام قرآنِ مجید ہر چیز کا روشن بیان ہے) میں بیان فرمایا ہے۔

(1)...اس آیت میں علمِ عطائی کی نفی نہیں بلکہ علمِ ذاتی کی نفی ہے۔

امام قاضی عیاض رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ شفا شریف میں فرماتے ہیں ''نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو غُیوب پر مُطّلع فرمایا اور آئندہ ہونے والے واقعات سے باخبر کیا۔ اس باب میں احادیث کا وہ بحرِ ذَخّار ہے کہ کوئی اس کی گہرائی جان ہی نہیں سکتا اور نہ اس کا پانی ختم ہوتا ہے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے معجزات میں سے یہ ایک ایسا معجزہ ہے جو یقین اور وُثوق سے معلوم ہے اور ہم تک اس کی خبریں مُتواتِر طریقے سے کثرت سے پہنچی ہیں اور غیب پر اطلاع ہونے پر ان احادیث کے معانی و مطالب آپس میں متحد ہیں۔ (شفاء شریف، فصل و من ذلک ما اطلع علیہ من الغیوب و ما یکون، ص۳۳۶-۳۳۵، الجزء الاول)

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”یہ وضاحت ان قرآنی آیات کے منافی نہیں جن میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالٰی کے علاوہ اور کوئی غیب نہیں جانتا اور اس آیتِ کریمہ ' وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ“ میں کسی واسطے کے بغیر (یعنی علمِ ذاتی) کی نفی کی گئی ہے البتہ اللہ تعالٰی کے بتانے سے حضور پُر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا غیب پر مطلع ہونا ثابت ہے اور اس کی دلیل اللہ تعالٰی کا یہ فرمان ہے۔

' 'عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ (۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ' ' (جن، ۲۷)

ترجمہ کنزُالعرفان: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مکمل اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (نسیم الریاض، القسم الاول فی تعظیم العلی الاعظم۔۔۔الخ، فصل فیما اطلع علیہ من الغیوب وما یکون، ۴/۱۴۹)

(2)...یہ کلام ادب و تواضع کے طور پر ہے۔

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت میں اس بات کا احتمال ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ کلام تواضع اور ادب کے طور پر فرمایا ہو اور مطلب یہ ہے کہ میں غیب نہیں جانتا مگر یہ کہ اللہ تعالٰی نے جس کی مجھے اطلاع دی اور جو میرے لئے مقرر فرمایا میں صرف اسی کو جانتا ہوں۔ (خازن، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۸۸، ۲/۱۶۷)

(3)...اس آیت میں فی الحال غیب جاننے کی نفی ہے مستقبل میں نہ جاننے پر دلیل نہیں ہے۔

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ حضور پر نور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے غیب پر مطلع ہونے سے پہلے یہ کلام فرمایا، پھر جب اللہ تعالٰی نے حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو علمِ غیب کی اطلاع دی تو حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کی خبر دی جیسا کہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:

' 'فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ (۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ' ' (جن: ۲۶، ۲۷)

ترجمہ کنزُالعرفان: غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مکمل اطلاع نہیں دیتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (خازن، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۸۸، ۲/۱۶۷)

(4)...یہ کلام کفار کے سوال کے جواب میں صادر ہوا۔

علامہ علی بن محمد خازن رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”اس آیت میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کلام کفار کے سوال کے جواب میں صادر ہوا، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غیبی اَشیاء کو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ظاہر کیا اور حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کی خبر دی تاکہ یہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا معجزہ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت صحیح ہونے پر دلیل بن جائے۔(خازن، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۸۸، ۲/۱۶۷)

{لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ: تو میں بہت سی بھلائی جمع کرلیتا۔} اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں ”بھلائی جمع کرنا اور برائی نہ پہنچنا اسی کے اختیار میں ہو سکتا ہے جو ذاتی قدرت رکھے اور ذاتی قدرت وہی رکھے گا جس کا علم بھی ذاتی ہو کیونکہ جس کی ایک صفت ذاتی ہے اس کے تمام صفات ذاتی، تو معنی یہ ہوئے کہ اگر مجھے غیب کا علم ذاتی ہوتا تو قدرت بھی ذاتی ہوتی اور میں بھلائی جمع کرلیتا اور برائی نہ پہنچنے دیتا۔ بھلائی سے مراد راحتیں اور کامیابیاں اور دشمنوں پر غلبہ ہے اور برائیوں سے تنگی و تکلیف اور دشمنوں کا غالب آنا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بھلائی سے مراد سرکشوں کا مطیع اور نافرمانوں کا فرمانبردار اور کافروں کا مومن کرلینا ہو اور برائی سے بدبخت لوگوں کا باوجود دعوت کے محروم رہ جانا تو حاصلِ کلام یہ ہوگا کہ اگر میں نفع و ضرر کا ذاتی اختیار رکھتا تو اے منافقین و کافرین! تمہیں سب کو مومن کر ڈالتا اور تمہاری کفری حالت دیکھنے کی تکلیف مجھے نہ پہنچتی۔(خزائن العرفان، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۸۸، ص ۳۳۰)

3. آیت میں "لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ" کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو کچھ بھی غیب نہیں معلوم

یہ ایک شرطیہ جملہ ہے جس کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ:

"اگر میرے پاس مکمل و مستقل علمِ غیب ہوتا، تو نتیجتاً میں صرف خیر ہی خیر حاصل کرتا اور کوئی ضرر نہ پہنچتا۔"

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کثیر امورِ غیب عطا فرمائے۔ مگر یہ ہر لمحہ، ہر شے، ہر چیز کا احاطہ کرنے والا علم نہیں تھا۔ اسی لیے آپ کو ظاہری آزمائشیں اور دنیاوی تکالیف بھی پیش آئیں، تاکہ آپ امت کے لیے کامل اسوہ بنیں۔

4. مفسرین کی آراء سے استدلال

امام رازی (تفسیر کبیر):

"مراد یہ ہے کہ مجھے ہر شے کا مکمل علمِ غیب حاصل نہیں، اور جو کچھ میں جانتا ہوں، وہ اللہ کے عطا کردہ علم سے ہے۔"

امام قرطبیؒ (الجامع لأحکام القرآن):

"یہ آیت اللہ کی شانِ علمِ غیب کی انفرادیت بیان کرتی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور بندگی کا اظہار ہے، نہ کہ آپ کے عطائی علمِ غیب کی نفی۔"

5. آپ کے علمِ غیب کے سینکڑوں ثبوت موجود ہیں

اگر یہ آیت علمِ غیب کی مطلق نفی ہوتی، تو پھر:

غزوات سے پہلے آپ کے بتائے ہوئے دشمنوں کے منصوبے؟ مستقبل کے حالات، فتنوں، شہادتوں کی پیش گوئیاں جنتی و جہنمی لوگوں کے نام قیامت کی علامات یہ سب کیسے بیان فرما سکتے تھے؟ ان تمام امور کا علم اللہ نے آپ کو دیا، اس کا انکار قرآن و حدیث سے ممکن نہیں۔

6. خلاصہ:

"لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ" سے مراد:

ذاتی، مطلق، غیر محدود، ہر لمحہ حاضر علمِ غیب کی نفی ہے، نہ کہ وہ علمِ غیب جو اللہ نے آپ کو عطا فرمایا۔ آپ کو علمِ غیب تھا، مگر اللہ کے اذن سے، مقدار کے ساتھ، اور حکمت کے مطابق۔ یہ عقیدہ قرآن، حدیث اور اہلِ سنت کے اجماعی فہم کے مطابق ہے۔

اعتراض 36:

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی بعض غیبی باتوں کی خبر ہوئی، تو پھر نبی کی غیب دانی میں کیا خاص بات ہے؟"

جواب: یہ سوال بظاہر معقول لگتا ہے، لیکن اس میں علمِ غیب کی نوعیت، ذرائع، دائرہ، اور مقصد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اس کا علمی، عقلی، اور تحقیقی جواب یہ ہے:

1.: علمِ غیب کی اصل نسبت اللہ کی طرف ہے

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(الجن:26-27)

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جس کو وہ پسند فرمائے۔

یعنی اصل علمِ غیب اللہ کے پاس ہے، اور انبیاء کو اس کا وافر حصہ اللہ کی عطا سے دیا جاتا ہے۔

2. صحابہ کو جو غیبی خبر ملی، وہ نبی ہی کے توسط سے ملی

کوئی بھی صحابی: براہِ راست وحی کے ذریعے غیب نہیں جانتا۔ انھیں جو کچھ بھی غیب کا علم ملا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھانے، بتانے، یا دعاؤں کے اثرات سے تھا۔

مثلاً: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مکاشفہ — دعا کے اثر یا الہام کی صورت تھا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے نام — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے تھے۔

تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے اصل ماخذ علمِ غیب کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہے۔

3. نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب جامع، دائمی اور متنوع ہے مخلوق کی جہت سے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو: ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات کا علم جنت و جہنم، قبر و حشر، میزان و پل صراط کی تفصیلات قیامت کی علامات، انبیاء کی قبور، جنتی و جہنمی لوگوں کے نام فرشتوں کی خبریں، جنات کے واقعات، آنے والے فتنوں کی شناخت یہ سب کچھ آپ کے بحر علوم کے قطرہ کا ایک ذرہ برابر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا — یہ علمِ غیب کا وہ دائرہ ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ جبکہ صحابہ کو غیبی علم صرف وقتی، جزوی اور محدود پیمانے پر ملا۔

4. نبی مرکزِ علم ہیں، صحابہ اس کے خوشہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انا مدينة العلم وعلیؓ بابها

"میں علم کا شہر ہوں، اور علی اس کا دروازہ ہے۔"

جب حضرت علیؓ دروازہ ہیں، تو علم کا اصل مرکز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوئے۔

اسی طرح تمام صحابہ نبی کے علم سے فیض پانے والے ہیں، خود منبع نہیں۔

5. نبی اور صحابہ کے علمِ غیب میں واضح فرق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علمِ غیب میں کئی اہم فرق ہیں:

1. علم کا ذریعہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب وحی، الہام، کشف، اور فرشتوں کے ذریعے ملا، جب کہ صحابہ کرام کو یہ علم نبی کی تعلیم، دعا یا الہامی اشارات کے ذریعے ملا۔

2. علم کی مقدار:

نبی کا علمِ غیب جامع، کثیر اور متنوع ہے، یعنی مختلف میدانوں پر محیط ہے۔ صحابہ کا علمِ غیب محدود، وقتی اور جزوی ہوتا تھا۔

3. علم کی حیثیت:

نبی کریم کا علمِ غیب مقامِ رسالت کا تقاضا ہے، جب کہ صحابہ کا علمِ غیب مقامِ تابعیت کا فیض ہے۔

4. علم کا تسلسل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر دور، ہر میدان، اور مختلف حالات میں علمِ غیب عطا ہوا، جب کہ صحابہ کرام کو یہ علم کسی خاص موقع یا ضرورت کے تحت دیا گیا۔

نتیجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب:

اصل، وسیع، دائمی، عطائی، اور براہِ راست اللہ سے منسلک ہے۔

صحابہ کرام کا علمِ غیب: نبی کا فیض، جزوی، وقتی، اور تابع ہے۔

یہ ویسا ہی ہے جیسے:

سورج روشنی کا اصل منبع ہے، چاند روشنی پاتا ہے— مگر اس کی چمک بھی سورج ہی کی عطا ہے۔

اسی طرح صحابہ کی غیب دانی، نبی کی شانِ علمِ غیب کا مظہر اور دلیل ہے، نہ کہ اس کے مقابل۔

اعتراض 37:

کچھ اہلِ نظر یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی واقعے یا خبر کا علم، جبریل امین یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا — تو پھر وہ خبر "غیب" کیسے رہی؟

کیونکہ غیب تو وہ ہوتا ہے جو کسی پر مخفی ہو۔

جب وہ ظاہر ہو گیا اور نبی کو معلوم ہو گیا، تو اب وہ "معلوم" ہے، "غیب" نہیں۔

پھر نبی مکرم ﷺ کو "عالمِ غیب" کہنا کیسا درست ہو گا؟

جواب یہ نہایت باریک، مگر اہم سوال ہے جو کئی اہلِ علم اور متفکر اذہان کے ہاں پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کا جواب اگر اصولِ علم، لغت، قرآن، حدیث اور عقلیات کی روشنی میں دیا جائے تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ یہ اعتراض در حقیقت علمِ غیب کے حقیقی مفہوم اور اس کی نوعیت پر غور نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

یاد رہے کہ

1. "غیب" کی حقیقت کیا ہے؟ لفظ "غیب" کا مطلب ہوتا ہے:

"وہ چیز جو انسان کے حواس، عقل یا تجربے سے چھپی ہوئی ہو" یعنی جو ظاہری اسباب و ذرائع سے معلوم نہ ہو سکتی ہو۔

جب کوئی ایسی چیز ہو جو: نگاہ سے اوجھل ہو، عقل سے نہ سمجھی جا سکے، حواس یا تجربے سے ثابت نہ ہو —

تو وہ غیب ہے۔

2. جب کسی کو غیب کی خبر دی جائے، تو وہ غیب رہتا ہے یا نہیں؟

یہاں اصل نکتہ یہی ہے: غیب فی نفسہ (بذاتِ خود) ہمیشہ غیب ہی رہتا ہے، البتہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ وہ غیب ظاہر کر دے تو اب وہ شخص عالمِ غیبِ معطی (یعنی دیے گئے غیب کا عالم) ہو جاتا ہے، لیکن وہ غیب کی اصل حقیقت یا اس کے ذاتی و مستقل علم کا مالک نہیں بنتا۔

3. قرآن کریم سے اصولی رہنمائی:

(1) سورہ جن، آیت 26-27): عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

ترجمہ: وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، مگر جس رسول کو وہ پسند فرمائے۔

نکتہ: اللہ تعالیٰ "غیب" کو "اپنا" قرار دے کر، پھر رسول کو مطلع کرنے کا اختیار ثابت کر رہا ہے۔

یہاں ثابت ہوا کہ غیب کی خبر دینا، غیب کی نفی نہیں، بلکہ غیب کے علم کا ایک خاص عطائی مظہر ہے

قرآنی دلیل (نقطۂ کمال وضاحت کے ساتھ):

اللہ تعالیٰ نے سورۃ یوسف میں فرمایا: **{ذٰلِكَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَيۡبِ نُوۡحِيۡهِ اِلَيۡكَ}** (یوسف:102)

"یہ غیب کی خبریں ہیں، جو ہم آپ (اے نبی!) کی طرف وحی کر رہے ہیں۔"

یہ آیت حضرت یوسف علیہ السلام کا مکمل واقعہ سنانے کے بعد نازل ہوئی — یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہ سارا واقعہ سن چکے تھے، تب بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ غیب کی خبر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ: علمِ غیب کا معیار یہ نہیں کہ وہ اب معلوم ہو گیا ہے، اس لیے غیب نہ رہا؛ بلکہ اس کا اصل معیار یہ ہے کہ وہ بندے کی ذاتی قوت سے نہیں آیا، بلکہ اللہ کی طرف سے عطا ہوا۔

اسی لیے فرمایا گیا: {وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ} (التکویر:24)

"اور یہ نبی غیب کی باتوں کے پہنچانے میں بخیل نہیں۔"

گویا اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کے پاس غیب کی باتوں کی موجودگی کو قرآن کا موضوع بنایا — حالانکہ وہ غیب نبی کو عطا شدہ تھا، نہ کہ ذاتی۔

4. نبی کو جو خبر ملی، وہ "معلوم" ہوئی — لیکن "غیب" کی جنس باقی رہی

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ یا جبریل کے ذریعے کوئی خبر دی گئی:

وہ نبی کے لیے معلوم ہو گئی، لیکن وہ باقی انسانوں کے لیے غیب ہی رہی، نیز غیب کا اطلاق یہ مخلوق کی جہت سے ہے اس کی دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے، اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ زمین و آسمان، ظاہر و باطن، حال و مستقبل، سب کچھ اُس کے علم میں ہے۔ وہ دلوں کے راز جانتا ہے، آنکھوں کی خیانت کو پہچانتا ہے، اور جو کچھ انسان چھپاتا ہے، وہ بھی جانتا ہے۔ نہ کوئی پتہ گرتا ہے، نہ کوئی قطرہ ٹپکتا ہے، مگر وہ اس سے باخبر ہوتا ہے۔ انسان، جن، فرشتے، سب اُس کے علم کے سامنے عاجز ہیں۔ اُس کے علم میں نہ کمی ہے، نہ بھول، نہ غفلت۔ وہ ہر لحظہ دیکھنے، سننے اور جاننے والا ہے۔ اس کے باوجود اللہ نے فرمایا هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ۚ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ‌ۚ -

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہر غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے،

جب اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں تو یہ غیب و شھادۃ کس کیلئے ہیں لا محالۃ یہ مخلوق کی جہت سے ہے نہ کہ عالم الغیب والشھادۃ لذاتہ کی جانب سے

5. نبی کریم کو "عالمِ غیب" کہنا

یہاں دو باتیں جدا ہیں:

(الف) "**عالم الغیب**" کے الفاظ بطور صفت ذاتی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں، اور یہی قرآن کی اصطلاح ہے۔

(ب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر "عالمِ غیب" کہا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے:

"وہ ہستی جس کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا فرمایا" یہ تعبیر عطائی علم کے معنی میں درست ہے، بشرطِ وضاحت۔

نتیجہ:

غیب وہی ہے جو مخفی ہو، اور ظاہر ہونے کے بعد وہ فرد کے لیے معلوم ہو جاتا ہے — مگر وہ خبر "ماورائے اسباب" ہو تو اس کا علم "علمِ غیب" کہلاتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کثرت سے غیب کی خبریں عطا فرمائیں، اس لیے آپ کو "عالمِ الغیب المعطی" کہنا درست ہے — جب کہ یہ واضح ہو کہ یہ علم عطائی ہے، ذاتی نہیں۔

اعتراض 38:

بعض حضرات کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بشر تھے، اور بشر کی حیثیت سے وہ دیگر انسانوں کی طرح محدود علم رکھتے تھے۔ لہٰذا اگر ہم انہیں "عالمِ غیب" کہیں، تو یہ بشر کی حدود سے تجاوز ہے، کیونکہ ہر بشر غیب نہیں جان سکتا۔

جواب

اس اعتراض کی بنیاد علمِ غیب کی نوعیت اور "بشر" کے مفہوم کے درست فہم کے بغیر رکھی گئی ہے۔

یقیناً نبی کریم ﷺ بشر ہیں، مگر وہ افضل البشر ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں دیگر انسانوں سے بلند مقام، خصوصیات اور علوم عطا فرمائے ہیں۔

قرآنی شہادت:

1. {قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ} (الکہف:110)

"کہہ دو: میں تمہاری ہی طرح کا بشر ہوں، لیکن میری طرف وحی کی جاتی ہے۔"

یہ آیت بشریت کے ساتھ خصوصیتِ نبوت و وحی کو ایک ساتھ بیان کرتی ہے۔ یعنی: اگرچہ نبی کریم ﷺ بشر ہیں، لیکن وہ وحی سے ممتاز و ممتاز تر ہیں۔

علمِ غیب عطائی ہے، ذاتی نہیں: نبی کریم ﷺ کو غیب کا علم اپنے طور پر حاصل نہیں ہوا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے واضح طور پر فرمایا: {عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا * إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ}

(الجن:٢٦-٢٧) "اللہ غیب کا جاننے والا ہے، اور وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند فرمائے۔"

یہ آیت نبی کو علمِ غیب دیے جانے کی صراحت ہے — مگر یہ علم عطائی ہے، اللہ کے فضل و انتخاب سے، نہ کہ ذاتی۔

خلاصہ: نبی کریم ﷺ کا بشر ہونا ان کے علمِ غیب کی نفی نہیں کرتا، بلکہ ان کا بشرِ مخصوص ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں عام بشر کی طرح نہیں سمجھا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی، الہام، کشف، خواب، فرشتوں کے مکالمے، اور دیگر ذرائع سے غیب پر مطلع فرمایا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کو "عالمِ غیب" کہنا، اس قید کے ساتھ کہ وہ علم عطائی ہے، نہ صرف جائز بلکہ قرآن و سنت کے مطابق ہے۔

اعتراض 39:

"اگر نبی کریم ﷺ کو علمِ غیب حاصل تھا، تو اُن سے بعض مواقع پر اجتہادی غلطیاں، تاخیر یا بظاہر معمولی لغزشیں کیوں واقع ہوئیں؟ اگر وہ غیب جانتے تھے تو ایسی صورتوں سے بچنا ان کے لیے آسان ہونا چاہیے تھا؟"

جواب:

یہ اعتراض دراصل علمِ غیب کی حقیقت سے عدمِ واقفیت پر مبنی ہے۔

اہلِ سنت والجماعت کا موقف ہے کہ نبی کریم ﷺ کو علمِ غیب اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا — اور یہ علم عطائی اور محدود بہ مشیتِ الٰہی ہے، نہ کہ ذاتی اور محیطِ کلی۔ لہٰذا اگر کسی موقع پر نبی کریم ﷺ سے کوئی اجتہادی اقدام ہوا جس میں بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے اصلاح فرمائی، تو یہ نہ تو علمِ غیب کی نفی ہے اور نہ ہی مقامِ نبوت کے خلاف۔

یہ نکتہ اہم ہے: نبی کریم ﷺ سے کبھی کوئی شرعی، اعتقادی یا تبلیغی خطا سرزد نہیں ہوئی — کیونکہ نبی معصوم ہوتا ہے۔ لیکن بعض اجتہادی امور جیسے قیدیوں کے معاملے، یا کسی منافق سے حسنِ ظن رکھنے میں وقتی تاخیر یا اجتہاد ہوا، جسے اللہ تعالیٰ نے بعد ازاں وحی سے اصلاح فرمادی۔ جیسا کہ سورۂ توبہ، سورۂ انفال، اور دیگر مقامات پر ذکر موجود ہے یہ سب دراصل تعلیمِ امت، اظہارِ بشریت، اور فہمِ حکمتِ نبوت کے لیے تھا، نہ کہ علمِ غیب کے انکار کے لیے۔

پھر یاد رکھیں: علمِ غیب کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نبی ﷺ ہر لمحہ ہر شے کو جانتے ہوں، بلکہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن امورِ غیبیہ پر چاہا، نبی کو مطلع فرمایا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے: "علمِ غیب عطائی ہے، ذاتی نہیں۔" اس لیے اجتہادی مواقع پر نبی کریم ﷺ کا اندازِ عمل علمِ غیب کی نفی نہیں، بلکہ حدودِ علم کی طرف اشارہ ہے، جو رب کی طرف سے متعین ہیں۔

اعتراض 40:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَلَوْكُنتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ" (سورۂ اعراف: 188)

اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سا فائدہ حاصل کرتا۔

مخالفین کہتے ہیں:

یہ آیت تو واضح الفاظ میں علمِ غیب کی نفی کر رہی ہے، پھر بھی نبی کو عالم غیب کہنا قرآن کے خلاف کیسے نہیں؟

جواب: یہ آیت دراصل سیاق و سباق سے کاٹ کر غلط مفہوم نکالنے کی کوشش ہے، حالانکہ اس کا صحیح مفہوم کچھ اور ہے۔ یہ آیت ان کفارِ مکہ کے مطالبات کے جواب میں نازل ہوئی جنہوں نے نبی ﷺ سے معجزات کی صورت میں دنیوی منافع، بارش، مال و دولت، خزانے، اور غیبی آفات سے نجات کی خواہش کی۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دو: "قُل لَّآ أَقُولُ لَكُمْ عِندِى خَزَآئِنُ ٱللَّهِ وَلَآ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ" (الأنعام: 50)

یعنی: "میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یا میں (ذاتی طور پر) غیب جانتا ہوں۔

لٰہذا یہ آیت نبی کے ذاتی، مستقل اور قدیم علمِ غیب کی نفی کرتی ہے،

نہ کہ عطائی اور حادث علمِ غیب کی، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطا ہوا۔

مثال کے طور پر:

نبی کریم ﷺ کے پاس اگر علمِ غیب ذاتی و مطلق ہوتا، تو آپ ﷺ بازار کی تجارت یا روزمرہ معاملات میں خود کو نفع و نقصان سے بچا لیتے، جیسا کہ آیت میں کہا گیا: "لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ"

مگر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو یہ تعلیم دی کہ وہ فرمائیں: "میرا علم اللہ کے دیے پر موقوف ہے، نہ کہ خود میرے اختیار میں۔" اب اس کے برعکس آیات بھی ملاحظہ ہوں جن میں صراحتاً علم غیب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے:

"ذٰلِكَ مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ" (یوسف: ۱۰۲) یعنی: "یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔"

"عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا * إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ" (الجن: 26-27)

— "اللہ عالم الغیب ہے، اور وہ اپنے پسندیدہ رسولوں پر غیب ظاہر فرماتا ہے۔"

یہ آیات اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو علمِ غیب اللہ کے اذن سے عطا ہوا۔

خلاصہ: سورۂ اعراف کی آیت علمِ غیب کی ذاتی و مطلق صورت کی نفی کر رہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے کبھی ذاتی علمِ غیب کا دعویٰ نہیں کیا۔ قرآن و حدیث میں بار بار نبی کریم ﷺ کے عطائی علمِ غیب کا ثبوت موجود ہے۔ یہ آیت دراصل غلو اور شرک کے امکانات کی نفی کے لیے ہے، نہ کہ اللہ کی عطا سے غیب جاننے کی۔

ایک اور جواب

یہ آیت ظاہراً نفی پر مشتمل ہے، مگر اس کا حقیقی مفہوم امتناعِ ثانی کی بنا پر امتناعِ اول کا قاعدہ ہے، یعنی:

"اگر (اول) غیب کا علم ہوتا، تو (ثانی) بہت خیر حاصل کرتا۔"

جب "خیر کثیر کا حصول" نہ ہوا (یعنی ثانی ممتنع ہوا)، تو غیب کا علم بھی نہ ہونے پر محمول کیا گیا۔

مگر ہم یہاں اسی امتناعِ ثانی کو دیکھتے ہیں کہ: کیا واقعی حضور ﷺ نے خیرِ کثیر حاصل نہیں کیا؟

قرآن کہتا ہے: "وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا" (البقرۃ: 269)

یعنی: "جسے حکمت عطا کی گئی، اُسے خیرِ کثیر عطا کی گئی۔"

اور نبی کریم ﷺ تو سید الحکماء ہیں، آپ کو حکمت، شریعت، علمِ تاویل، علمِ ظاہر و باطن، سب کچھ عطا ہوا۔

لہٰذا آپ کو "خیرِ کثیر" ملنا تو قرآنی حقیقت ہے۔

پس جب ثانی (خیرِ کثیر کا حصول) واقع ہے، تو امتناعِ اول کی دلیل باطل ہو گئی، اور یہ لازم آیا کہ:

"غیب کا علم بھی آپ ﷺ کو عطا کیا گیا۔"

مطلب یہ کہ: یہ آیت "لو" کے اسلوب پر مبنی ہے، اور "لو" کے تحت اگر شرط کے نتیجے کو ہم موجود مان لیں، تو شرط بھی واقع مانی جائے گی۔

خلاصہ: آیت کی نفی ذاتی علمِ غیب کے لیے ہے، عطائی کے لیے نہیں۔

"لو" کے جملے میں امتناعِ ثانی کی وجہ سے امتناعِ اول کا دعویٰ ہوتا ہے۔

مگر قرآن کی رو سے خیرِ کثیر نبی ﷺ کو عطا ہو چکا ہے۔

لہٰذا آیت کا وہ مفہوم جسے معترضین لیتے ہیں، باطل اور ناقص فہم ہے۔

نتیجہ: نبی کریم ﷺ کو اللہ کی عطا سے علمِ غیب حاصل ہے۔

علمِ غیبِ نبوی کے منکر کا حکم

1۔ عقیدۂ علمِ غیب اور انبیاء علیہم السلام

یہ ایک قطعی و یقینی حقیقت ہے کہ اللہ ربّ العزت نے اپنے برگزیدہ اور منتخب بندوں، بالخصوص تاجدارِ دو عالم، سیّد المرسلین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بعض علومِ غیبیہ میں سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ یہ عطا، محض ربّانی فضل و عنایت کے تحت ہے، جس کی مثال دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی سیرتِ طیبہ میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کے لیے **مطلقاً، یعنی بلا قید و شرط، علمِ غیب کی نفی اور انکار کرنا نہ صرف سخت گمراہی بلکہ کفرِ صریح ہے،** کیونکہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی نفی اور اس کے کلامِ مقدس سے انحراف کے مترادف ہے۔

2۔ علمِ غیوبِ خمسہ اور اس کا انکار

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "غیوبِ خمسہ "یعنی وہ پانچ امور جن کے علم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ خاص فرمایا ہے، ان میں سے بھی متعدد جزئیات و تفصیلات کا علم عطا فرمایا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فرمودات اور پیشین گوئیاں جو صدفی صد سچ ثابت ہوئیں، اس حقیقت پر واضح دلیل ہیں۔ لہٰذا اس عطاشدہ علمِ غیب کے جزئیات کا انکار، باوجود قرآنی و حدیثی دلائل کی موجودگی کے، **راہِ ضلالت و گمراہی ہے، اگرچہ اس درجے کا انکار کفر نہیں کہلائے گا**، تاہم گمراہی اور فسق ضرور شمار ہوگا۔

3۔ قیامت، لوحِ محفوظ اور کلّی علمِ غیب

علمِ غیب کی بلند ترین شاخ وہ ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کے متعین وقت، لوحِ محفوظ میں درج **تمام ماکان ومایکون** یعنی ماضی، حال اور مستقبل کے تمام واقعات و حقائق کا علم عطا فرمایا گیا ہے، بلکہ اس سے بھی زائد امور کا ادراک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ یہ مقامِ عظمتِ مصطفوی کا وہ درجہ ہے جس پر ایمان لانا اہلِ معرفت و تحقیق کی علامت ہے۔

تاہم اگر کوئی شخص اس درجہ کے علمِ غیب کا انکار کرے، **اور اس کا انکار کسی عناد، استہزا یا بغضِ نبوی پر مبنی نہ ہو** بلکہ محض عدمِ فہم یا تحقیق کی کمی کی وجہ سے ہو، **تو ایسا شخص کافر یا فاسق قرار نہیں دیا جائے گا**، البتہ اسے تذکیر و فہم کی ضرورت ضرور ہے تاکہ وہ راہِ حق سے دور نہ ہو جائے۔

کتاب کا تتمہ

سب تعریفیں اُس اللہ وحدہٗ لا شریک لہ کے لیے ہیں جو ہر کمال کا منبع، ہر جمال کا مرکز، ہر جود و کرم کا سرچشمہ اور ہر وجود کا اصل سبب ہے۔ وہی ہے جس کے ارادے سے کائنات کے پردے پر نقشِ ہستی ابھرا، جس کی "کن" کی صدا سے عدم میں وجود نے انگڑائی لی، اور جس کی مشیّتِ ازلی نے ہر شے کو اس کے مقام پر برقرار رکھا۔

وہ جو بغیر مکان کے موجود ہے، بغیر مثال کے معلوم ہے، بغیر جنس کے موصوف ہے، بغیر مشیر کے متکلم ہے۔ اُس کی قدرت لا محدود، اُس کی حکمت بے مثال، اُس کا علم بے پایاں، اُس کی ربوبیت ہر شے کو محیط، اور اُس کی رحمت ہر وجود کو محیط ہے۔

اسی نے اپنی پہچان کے لیے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا، اور ان سب میں سب سے آخری، سب سے اعلیٰ، سب سے برتر، سب سے پیارا، سب سے کامل و اکمل نبی، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، جو اس کے صفاتِ جمال و جلال کے مظہرِ اتم ہیں۔

کائنات کا ذرہ ذرہ، افلاک کا گوشہ گوشہ، فرشتوں کی صفیں، انبیاء کی دعائیں، اولیاء کے وجدان، اور اہلِ علم کی صدائیں جس ہستی کے گرد گردش کرتی ہیں، وہ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ صرف یہ کہ وہ "خاتم النبیین" ہیں بلکہ وہ "سید الکونین"، "شفیع المذنبین"، "رحمت للعالمین"، اور "مجلی ظلمات الکفر والضلال" بھی ہیں۔ ان کے ذکر سے ایمان کو جِلا ملتی ہے، ان کی محبت سے دلوں کو قرار آتا ہے، اور ان کی اطاعت سے زندگی کی حقیقت روشن ہوتی ہے۔

نورِ محمدی: اولین تجلیٔ ہستی تمام مخلوقات سے قبل، سب سے پہلے جس نور کو پیدا کیا گیا، وہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

جیسا کہ حدیثِ نبوی ہے: "اول ما خلق اللہ نوری"

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

یہ نور نہ صرف تخلیق کا آغاز ہے بلکہ بقا کا راز بھی۔ یہ وہ نور ہے جس نے تاریکیوں میں روشنی کی شمع جلائی، اور جو آسمانوں کے نیچے اور زمینوں کے اوپر سب سے زیادہ عزت و حرمت والا ہے۔

سببِ تخلیقِ کائنات

مشہور حدیثِ قدسی ہے: "لولاک لما خلقتُ الافلاک" "اے محبوب! اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا۔"

اس ایک جملے نے تمام مخلوقات کے وجود کی **علتِ غائی** کو واضح کر دیا کہ ہر ذرے کا وجود، ہر ذوق کی روشنی، اور ہر عالم کی بقا آپ کی نسبتِ مقدسہ سے وابستہ ہے۔

خُلقِ عظیم کا پیکر

قرآن نے جس ہستی کو "علیٰ خُلق عظیم" کا تاج پہنایا، وہی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (سورۃ القلم: 4)

آپ کی زندگی سراپا اخلاق تھی؛ دشمن کے ساتھ بھی نرمی، غلاموں کے ساتھ مساوات، عورتوں کے ساتھ رحمت، بچوں کے ساتھ شفقت، اور گناہگاروں کے لیے مغفرت کی امید۔

رحمتِ مجسم

"وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين" (الانبیاء: ۱۰۷)

یعنی "ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

یہ رحمت صرف عرب یا عجم، انسان یا جن، مسلمان یا کافر، بلکہ ہر مخلوق، ہر دور، ہر جنس کے لیے ہے۔ آپ کا وجود، آپ کی تعلیم، آپ کی سیرت، ہر چیز میں رحمت ہی رحمت ہے۔

تمام انبیاء کے سردار

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک، جتنے بھی انبیاء گزرے، وہ حضور کی بشارت دیتے رہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ... لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ (آل عمران: 81)

یعنی تمام انبیاء سے حضور کی نبوت پر ایمان اور ان کی نصرت کا وعدہ لیا گیا۔

علم و حکمت کے امام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ علوم عطا ہوئے جو لوحِ محفوظ سے لے کر ذراتِ کائنات تک محیط ہیں۔

آپ نے نہ صرف ظاہری شریعت کی تفسیر فرمائی بلکہ باطن کی تہذیب بھی فرمائی۔ علمِ وحی، علمِ الہام، علمِ شہود، علمِ غیب—سب کچھ آپ کے لیے عطائی تھا۔

مقامِ محمود اور شفاعتِ عظمیٰ

روزِ قیامت جب ہر شخص "نفسی نفسی" کی فریاد کرے گا، تو حضور "اُمتی اُمتی" کہہ رہے ہوں گے۔

آپ کو "مقامِ محمود" عطا کیا گیا، وہ مقام جہاں شفاعتِ کبریٰ صرف آپ ہی کے حصے میں آئے گی۔

محبتِ نبوی: ایمان کی روح

حدیثِ پاک ہے: "لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين" (صحیح بخاری)

"تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

یہ محبت صرف دعویٰ نہیں، عملی اطاعت کا تقاضا کرتی ہے۔ نماز میں خشوع، روزے میں اخلاص، حج میں تضرع، زکوٰۃ میں ایثار—یہ سب محبتِ رسول کے عملی مظاہر ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "كان رسول الله إذا مشى كأنما ينحط من صبب" (شمائل ترمذی)

"رسول اللہ جب چلتے تو ایسا لگتا گویا ڈھلان پر اُتر رہے ہوں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: "من رآه بديهة هابه، ومن خالطه معرفة أحبه"

"جو آپ کو اچانک دیکھے، وہ ہیبت میں آ جائے، اور جو پہچان جائے، وہ محبت میں کھو جائے۔"

پیکرِ جمال و جلال

آپ کا جمال ایسا کہ سورج شرمائے، چاند نظارے کرے، اور کائنات کی ہر شے عش عش کرے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **"وأحسن منك لم ترقط عيني، وأجمل منك لم تلد النساءُ"**

"تجھ سے حسین کبھی میری آنکھ نے دیکھا نہیں، اور تجھ سے جمیل کسی ماں نے جنا نہیں۔"

آپ کی شان کیا ہے، یہ کائنات بھی مکمل بیان نہیں کر سکتی۔ قرآن آپ کی صداقت کا گواہ ہے، حدیث آپ کے علم کا مظہر ہے، تاریخ آپ کے کردار کی گواہی ہے، اور امت آپ کی برکات کی زندہ مثال ہے۔ آپ کی سیرت سراپا محبت ہے، آپ کا اخلاق سراپا عظمت ہے، آپ کی رسالت سراپا رحمت ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی کا ہر لمحہ آپ کی اتباع میں گزاریں، ہر لمحہ درود و سلام میں بسر ہو، اور ہر دعا میں آپ کی شفاعت کی التجا ہو۔

اس کتاب کا ہر صفحہ، ہر سطر، اور ہر حرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی رفعتوں، روحانی عظمتوں، اور ربانی عطاؤں کا ایک جھلکتا ہوا عکس ہے۔ اس کتاب کو ترتیب دینے کا مقصد محض ایک علمی بحث نہ تھا، بلکہ اس کا ہر لفظ محبت، عقیدت، اور یقین سے لبریز دل کی دھڑکن ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ علمِ غیب کے دفاع اور اظہار کے لیے وقف ہے۔

جب ہم سیرتِ طیبہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوتے ہیں، تو حیرتوں کے ایسے موتی ہاتھ آتے ہیں جو عقلِ انسانی کو خیرہ کر دیتے ہیں۔ وہ مقامِ معراج ہو جہاں آسمانوں کے دروازہ کھل جاتے ہیں، یا غزوۂ تبوک میں دور دراز پیش آنے والے واقعات کی قبل از وقت خبر، وہ بدر کے قیدیوں کی قسمت کا اعلان ہو یا منافقین کے پوشیدہ ارادوں کا انکشاف—— ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب ایک آفتاب کی طرح چمکتا ہے۔

قرآن حکیم، جو قیامت تک کے لیے ہدایت کا سرچشمہ ہے، بارہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ خاص کی گواہی دیتا ہے۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (التکویر: ۲۴) ''اور وہ (نبی) غیب کے بارے میں بخیل نہیں ہیں (یعنی اسے چھپاتے نہیں)۔''

یہی وہ علمِ نبوی ہے جس کی روشنی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایمان کی کامل بصیرت پائی، اور اُمت نے عقیدہ و عمل کی بنیادیں استوار کیں۔ اہلِ حق کا یہ عقیدہ ہمیشہ سے روشن اور غیر مبہم رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم

عطا فرمایا — یہ علم عطائی ہے، ذاتی نہیں؛ محدود ہے، لامحدود نہیں؛ مگر اپنی نوعیت میں ایسا ہے جو عام انسانوں کے وہم و گمان سے کہیں بالا ہے۔ اسی لیے علماء و مفسرین، محدثین و فقہاء، اور اولیاء و عرفاء سب اس عطا پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کو وہ علم دیا جو کسی بشر کو اس سے قبل نہ ملا تھا، نہ ملے گا۔

یہاں یہ بھی واضح رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا انکار دو طرح کا ہوتا ہے:

ایک وہ انکار جو علم نبوی کو سراسر رد کرتا ہے، اسے سرے سے ناممکن و ناموجود قرار دیتا ہے ایسا انکار کفرِ صریح ہے کیونکہ یہ قرآن و سنت کی نصوصِ قطعیہ کا انکار ہے۔

دوسرا انکار وہ ہے جو بعض تفاصیل و جزئیات میں شک و توقف رکھتا ہے، یا صرف کسی خاص غیب کے علم سے انکار کرتا ہے — ایسا انکار گمراہی و فسق تو ہو سکتا ہے، مگر جب تک بغض، عناد یا تمسخر کی بو نہ پائی جائے، اس سے دائرۂ ایمان سے اخراج لازم نہیں آتا۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ اقدس سے غیب کی وہ خبریں ارشاد فرمائیں جن کا ظہور صدیوں بعد ہوا، اور حرف بحرف سچ ثابت ہوا۔ آپ کی نگاہ میں لوحِ محفوظ کے خزانے تھے، اور آپ کے سینۂ منور میں ماکان و مایکون کی پوری کائنات۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قام فحدثنا رسول الله صلى الله عليه وسلم من أول الخلق إلى ان دخل أهل الجنة منازلهم، وأهل النار منازلهم، حفظه من حفظه، ونسيه من نسيه

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اول خلقت سے لے کر جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے سب واقعات بیان فرما دیے۔ جسے یاد رہا یاد رہا، جو بھول گیا وہ بھول گیا۔"

یہ حدیث بذاتِ خود علمِ غیبِ نبوی کا ایسا سمندر ہے جس کی گہرائی کو عقلِ انسانی ماپ نہیں سکتی۔

آخری نصیحت

پہلا پیغام: ایمان کی بنیاد اور عقائد کی حفاظت

ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایمان وہ لازوال بنیاد ہے جس کی تعمیر اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ میں چھپی ہوئی حکمت سے کی ہے۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا ہے:

"إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ" (الاسراء: 9) بیشک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے

یہ آیت ہمیں بتاتی ہے کہ ہمارا دین اور ہمارا ایمان اُسی ہدایت اور اصولوں پر مبنی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے ذریعے ہم پر نازل کیے ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنے عقائد کی حفاظت میں کوئی نرمی نہیں برتنی چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے دلوں کو ہر اُس شیطانِ وسوسہ، ہر ایسے غیر مستند نظریے، اور ہر وہ قصہ جو دین کی اصلیت کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے، سے محفوظ رکھیں۔ حقیقی علم و ایمان وہی ہے جس کی بنیاد قرآن و سنت میں ہو، اور کوئی ذاتی تشریح یا بے بنیاد داستان اس میں خلل نہ ڈال سکے۔

دوسرا پیغام: علمِ غیب کی حقیقت کا ادراک

علمِ غیب اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے، جس کا اظہار صرف وہی کر سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے منتخب فرمائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ نے علمِ غیب کی جھلک عطا کی ہے، جس کی بنا پر آپ کے اقوال اور اعمال میں وہ پہلو شامل ہیں جو زمان و مکان کے فراق سے ماوراء ہیں۔ ہمیں یہاں احتیاط برتنی چاہیے کہ ہم اس معجزے کو اپنی ذاتی فہم و فراست سے تجاوز نہ کرنے دیں۔ علمِ غیب محض اللہ کا عطا ہے، نہ کہ کوئی ایسا حصول یا تلاش جو انسان کر سکے۔

قرآن میں ارشاد ہے: وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ سورہ الزخرف (43)، آیت نمبر 11

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل فرمایا اندازہ کے ساتھ،

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر علم اور ہر عطا ایک حکمت اور قدر پر مبنی ہے، اور اسی طرح علمِ غیب بھی ایک ایسی نعمت ہے جو صرف اللہ کی مرضی سے نبیوں پر نازل ہوتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے ایمان کو مضبوط بنائیں اور کسی بھی مغالطے یا بے بنیاد تصورات کے زیر اثر نہ آئیں۔

تیسرا پیغام: علمی بحث وافہام و تفہیم میں توازن

حقیقی طلبِ علم وہی ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں ہو اور جس میں دلائل اور یقین کی بنیاد موجود ہو۔ آج کے زمانے میں بہت سے ایسے نظریات سامنے آتے ہیں جو علمِ غیب کو ذاتی تجربات، فلسفیانہ مفروضات یا غیر سنجیدہ تحقیق کی بنیاد پر بیان کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اُن نظریات کا بغور جائزہ لیں اور ان کی تائید قرآن و صحیح احادیث سے کریں۔ اگر کوئی بات قرآن میں مذکور آیات یا پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایتوں سے مطابقت نہیں رکھتی، تو اسے بے بنیاد قرار دیں۔

یاد رکھیں، "**وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ**" (النجم: 3-4)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات خواہش سے نہیں کہتے۔ وہ وحی ہی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

یعنی دل و دماغ کی خواہشات سے علیحدہ، ہر وہ بات جو اُٹھائی جائے وہی اللہ تعالیٰ کی وحی ہے، اور اسی کی قبولیت ہمارے ایمان کا بنیادی ستون ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے علم و فہم کو مسلسل قرآن، احادیثِ صحیحہ، اور اہلِ علم کی شریعت سے ثابت کریں، نہ کہ کسی نئی یا غیر مستند تشریح سے۔

چوتھا پیغام: اپنے دلوں کو محفوظ رکھنا

عقائد کی حفاظت کا سب سے بنیادی طریقہ یہ ہے کہ اپنے دلوں اور ذہنوں کو مسلسل قرآن، دعا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے منور رکھا جائے۔ جب ہم اپنے اندر علمِ حقیقت کے ضیاء کو بٹھا لیتے ہیں تو کوئی بھی بہکانے والا، کوئی بھی شبہ یا افسانہ، ہماری بنیادوں کو ہلا نہ سکے۔ اپنے وقت کو علم و عمل میں مصروف رکھیں، اللہ کے ذکر میں لذت پائیں اور اپنے دل کو ہر لمحہ صادق ایمان کی پاکیزگی سے بھرپور رکھیں۔

یاد رکھیں کہ ہر شام اپنے آپ کو نصیحتِ حق کے ساتھ ملامت کریں اور ہر صبح اللہ کی نظر میں اپنے آپ کو نیا بنائیں۔ یہ عمل، اگرچہ چھوٹا محسوس ہو، لیکن در حقیقت ہمارے اندر ایک پائیدار تبدیلی لا سکتا ہے، جو ہماری عقیدت اور ایمان کو بے مثال مضبوطی فراہم کرے گا۔

پانچواں پیغام: نہایت اہم سبق اور دعوتِ عمل

اپنے ایمان کی حفاظت ایک زندہ جدوجہد ہے، جو ہر لمحہ، ہر سانس کے ساتھ جاری رہتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ: قرآنِ حکیم کی تلاوت کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں صحیح احادیث اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے رہنمائی حاصل کریں؛ غیر مستند ذرائع اور بے بنیاد نظریات سے دور رہیں؛ اپنے علم کی گہرائی کو مستند علماء کی تشریحات اور اجماع سے تصدیق کریں؛ اپنے دل کو ہر طرح کے وسوسوں اور وہم سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ اپنے آپ کو ہر لمحہ اِس بات کا احساس دلائیں کہ علمِ غیب اللہ کا ہی حکم ہے، اور اس کی حقیقت کو سمجھنے کا عمل ایک عظیم نعمت ہے، نہ کہ انسان کی خود ساختہ خواہش یا فہم۔ اگر ہم ایسے عمل کے عادی ہو جائیں تو ہماری روحانی ترقی، ہماری دنیا و آخرت دونوں میں بہتری کا سبب بنے گی۔

نیز، اے عزیز!

یہ نصیحتِ حق دل کے تاروں کو معطر کرنے کا ایک طویل اور پراثر پیغام ہے، جس میں نہ صرف ہمارے عقائد کی حفاظت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے بلکہ علمِ غیب کی حقیقت کو بھی ایک روشن نور کی طرح بیان کیا گیا ہے۔ اے دل نشیں! تو اپنی آنکھیں کھول، اپنے دل کو روشنی سے منور کر، اور اپنے ذہن کو حقیقتِ الٰہی سے بھر دے؛ کیونکہ یہی وہ بنیادی کڑی ہے جو ہماری دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی کا ضامن ہے۔

عقائد کی حفاظت اور علمِ غیب کا افہام و تفہیم

اے میرے پیارے!

ہمیں ہر حال میں اس حقیقت کی پاسداری کرنی ہے کہ ہمارا دین، ہمارا ایمان، اور وہ سپردگی جو ہم نے اللہ کے کلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں پائی ہے، وہ ہماری روحوں کا چراغ ہے۔ اس چراغ کو ہم کسی غیر مستند نظریے یا بے بنیاد تشریح کے اندھیروں میں ضائع نہ ہونے دیں۔ قرآنِ حکیم فرماتا ہے:

"إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ" (الإسراء: 9)

ترجمہ: "یقیناً یہ قرآن اُس ہدایت کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو سب سے مضبوط ہے۔"

اے عزیز! یہ ہدایت وہی ہے جو ہمیں ہر فتنے، ہر وہم اور ہر اُس بے بنیاد نظریے سے محفوظ رکھتی ہے جو ہمارے ایمان کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دلوں میں ہمیشہ قرآن و سنت کی روشنی کو زندہ رکھیں، تاکہ ہمارے ایمان کے درخت مضبوطی سے جڑ پکڑیں اور دنیا کے طوفانوں میں بھی نہ ڈگمگائیں۔

علمِ غیب: حقیقتِ نورانی اور عطائی

اے دل نشیں!

علمِ غیب وہ عظیم نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ پاک، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، کو عطا فرمائی ہے۔ یہ علم، جو نہ انسان کی محنت سے بلکہ اللہ کی مرضی اور حکمت کے تحت عطا ہوا ہے، ہماری روحوں کو وہ روشنی فراہم کرتا ہے جو زمان و مکان کے فراق سے ماورا ہے۔ قرآن کے ایک حسین بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ" (التکویر: 24) ترجمہ: "اور وہ غیب کے معاملے میں بخیل نہیں ہیں"

اے میرے پیارے!

یہ آیت اس بات کی تصدیق ہے کہ علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفت ہے اور اُس کے محبوب کو عطا ہونا ایک اعلیٰ نعمت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس بات کو دل سے تسلیم کریں کہ علمِ غیب انسان کی اپنی حدود اور فہم سے بالاتر ہے۔ یہی وہ اللہ کا عطا کردہ راز ہے، جس کی حقیقت کو سمجھنا ہمارے ایمان کو نئی بلندیوں تک پہنچا دیتا ہے۔

علمِ غیب کی جامع جہتیں اور متعدد پہلو

اے عزیز!

علمِ غیب کی کائنات میں مختلف جہتیں ہیں جنہیں سمجھنا اور اُن کا احترام کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ یہ وہ علم ہے جس میں نہ صرف ماضی کے واقعات کی سچائی پوشیدہ ہے بلکہ مستقبل کے افق تک کی اطلاعات بھی شامل ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر، غزوۂ تبوک، اور دیگر معرکوں کے دوران یہ پیش گوئیاں فرمائیں کہ کس طرح دشمنوں کے انجام کا پیشگی اعلان کیا گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروج ایک روایت میں بیان ہے:

"دَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ عَلَى مَصَارِعِ أَهْلِ بَدْرٍ، فَجَعَلَ يَقُولُ: هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ، وَهَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ"

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن دشمنوں کی موت کے مقامات پہلے ہی نشان زد کر دیے تھے۔"

اے دل نشیں!

یہ روایت اس بات کا مظہر ہے کہ علمِ غیب نہایت جامع اور وسعت والا علم ہے، جو اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ایک انمول آئینہ ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے ہمیں اپنی دنیاوی سوچ سے بالاتر ہو کر اللہ کے وعدوں اور نعمتوں کا علم حاصل کرنا ہوگا۔

عقائد کی حفاظت میں توازن اور محتاط تحقیق کی اہمیت

اے میرے پیارے!

آج کے زمانے میں جہاں بہت سے نظریات اور تشریحات سامنے آتی ہیں، وہاں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے عقائد کی حفاظت میں محتاط تحقیق و باریک بینی کا رویہ اپنائیں۔ ہمیں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ ہمارا ایمان قرآن و سنت کی مستند روشنی میں ہو، نہ کہ کسی ذاتی تشریح یا فلسفیانہ مفروضے پر مبنی ہو۔

اے عزیز!

اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دل و دماغ کو ہمیشہ مستند مصادر کے حوالے سے منور رکھیں۔ اگر کوئی نظریہ یا تشریح قرآنی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے متصادم ہو، تو اسے فوراً مسترد کریں۔ اپنے دل کو ایسے نظریات سے محفوظ رکھیں جو ایمان کے اس بنیاد کو ہلا دیتے ہیں، اور ہر قدم پر اپنے ایمان کو مستند اہلِ علم اور اجماعِ اہلِ سنت سے مضبوط کریں۔

اپنے دلوں کو منور رکھنے کا طریقہ اور روحانی ترقی

اے دل نشیں!

اپنے ایمان کو بلند کرنے اور عقائد کی حفاظت کرنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زندگی کو اللہ کے ذکر، عبادت، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے منور رکھیں۔ ہر صبح قرآن کی تلاوت کریں، قرآن کی جامع تفاسیر کا مطالعہ رکھیں احادیث کی نوعیت کو سمجھے اور ہر رات دعاؤں اور اذکار میں مشغول رہیں، اور اپنی روزمرہ زندگی کے فیصلوں میں اللہ کی رضا کو مقدم رکھیں۔ اس طرح ہمارے دلوں میں وہ روشنی قائم ہو جائے گی جو کسی بھی فتنے، یا غیر مستند نظریے کو بجھانے میں مددگار ثابت ہو گی۔

اے میرے پیارے!

یہ بھی نہ بھولیں کہ ہماری روحانی ترقی میں اہلِ علم اور معتمد فقہاء کی رہنمائی کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے اقوال اور فتاویٰ ہماری راہنمائی کا ذریعہ ہیں، اور ان سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اعتقاد کے معاملے میں محتاط اور پر خلوص تحقیق کی جائے۔ اپنے دل کو ہمیشہ ان الفاظ کی گونج سے منور رکھیں:

"اعلم أن العلم نورٌ والإيمان نورٌ، فاحرص على أن يكون نورك متقدّماً في كل وقت." ترجمہ: "جان لو کہ علم نور ہے اور ایمان نور ہے، اس لیے کوشش کرو کہ تمہارا نور ہر وقت روشن رہے۔"

علمِ غیب اور ہماری ذمہ داری: دعوتِ حق کا پیغام

اے عزیز!

علمِ غیب وہ نور ہے جس سے نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منور کیا گیا بلکہ اسی نور نے آپ کے ذرے ذرے میں وہ پیغام چھپا دیا کہ دنیا فانی ہے اور آخرت کا انجام یقینی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اس علم کو اپنے دل کا حصہ بنائیں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔

اگر ہم اپنے ایمان کی حفاظت کریں گے تو کوئی بھی فتنہ یا غیر مستند تشریح ہماری روح کو نہ ہلا سکے گی۔ یاد رکھیں کہ ہماری کامیابی کا دار و مدار ہمارے دل میں موجود اس نور پر ہے، جو صرف اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہم پر نازل کیا ہے۔

اے میرے پیارے!

آؤ ہم اپنی زندگیاں اللہ کی محبت اور نبی کے عشقِ حق کے سایہ میں گزاریں۔ اپنے عقائد کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھیں اور ہر وقت اپنے آپ کو یہ یاد دلائیں کہ علمِ غیب اللہ کا ہی عطا کردہ راز ہے، نہ کہ انسان کی کوئی قابلیت۔ اپنے آپ کو اس حقیقت سے منور کریں کہ:

"رَبُّكَ الْعَزِيزُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" ترجمہ: "تیرا رب، عزت والا، جلال اور کرم کا مالک ہے"۔

یہ الفاظ ہمیں بتاتے ہیں کہ اللہ کی ذات میں وہ عظمت اور نور ہے جو ہمارے دلوں کو ہر قسم کے شبہات سے پاک کر دیتا ہے۔

عملی مشورہ اور روحانی دعوت:

اے عزیز، اے دل نشیں!

آخر میں یہ بات یاد رکھیں کہ ایمان کی حفاظت صرف ایک نظریاتی عمل نہیں بلکہ عملی عمل ہے۔ اپنے ایمان کو روزانہ کی عبادتوں، قرآن کی تلاوت، اخلاقِ نبوی کی پیروی اور صالحین کی صحبت سے مضبوط کریں۔ اپنی زندگی کو ایسے اصولوں پر استوار کریں جن کا ثبوت قرآن و سنت میں موجود ہو۔

نصیحتِ حق:

"اپنے دل کو معروضِ حقیقت سے منور رکھو، اے میرے پیارے! اپنے ایمان کی حفاظت کرو کہ وہ نہ کبھی دھندلا ہو، نہ کبھی فتنوں کے اندھیروں میں کھو جائے۔ سچائی، قرآن کی تلاوت، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی روشنی سے اپنے دل کو روشن رکھو۔ یاد رکھو کہ علمِ غیب صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اور یہ نعمت ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اسے صحیح معنوں میں سمجھیں اور اس پر مکمل یقین رکھیں۔ اپنے ایمان کی بنیاد کو مضبوط بناؤ اور ہر لمحہ اللہ کی رضا اور نبی کے عشق میں سرشار رہو۔"

اے عزیز، یہ نصیحت ہمارے دل کی صدا ہے، یہ وہ روشنی ہے جس سے ہمارا ایمان مضبوط ہوگا، اور ہم وہ قوت پیدا کریں گے جس سے دنیا کے فتنے ہمیں ہلا نہیں سکیں گے۔

کتاب کا یہ تتمہ ایک عاجز طالبِ علم کی طرف سے اس التجا کے ساتھ ختم کیا جا رہا ہے کہ اے ربِ کریم! ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم، حلم، حلمت، محبت، اور طاعت سے مالا مال فرما دے۔ ہمیں ان خوش نصیبوں میں شامل فرما جو تیرے حبیب کے علمِ مقدس پر یقین رکھتے ہیں، اور قیامت کے دن ان ہی کے جھنڈے تلے جمع کیے جائیں گے۔

آمین، یااللہ! آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین، بعدد ما احاط بہ علم اللہ، وجرٰی بہ قلم اللہ، وسبق بہ قضاء اللہ، وسلّم تسلیماً کثیراً إلی یوم یجمع اللہ فیہ الاولین والآخرین۔

اہم گزارش

زیرِ نظر کتاب "علمِ غیبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" ایک دینی، علمی اور تحقیقی کاوش ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطائی، حقانی اور باذنِ الٰہی علمِ غیب کو قرآن و حدیث، اقوالِ ائمہ، آثارِ سلف اور معاصر علمی تناظر میں مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

راقم الحروف **محمد علی حسن ماتریدی** نے حتی الوسع اصولِ تحقیق، معیارِ استدلال، ادبی شائستگی اور اہلِ سنت کے معتمد منہج کی روشنی میں یہ خدمت انجام دی ہے۔ تاہم، بشری تقاضے، ذہنی محدودیت اور انسانی فہم کی کوتاہیاں ممکنات میں سے ہیں، اس لیے اگر کسی مقام پر کسی حوالے میں سہو، کسی عبارت میں ابہام، کسی ترجمہ میں لغزش یا کسی موقف میں توضیح کی حاجت رہ گئی ہو، تو اربابِ علم، اہلِ نقد، اساتذۂ فن اور صاحبانِ فہم و فراست سے مودبانہ درخواست ہے کہ اصلاح و تنبیہ سے نوازیں تنبیہ تام کریں

آپ کی قیمتی آراء، اصلاحی مشورے اور علمی رہنمائی آئندہ اشاعت میں بہتری اور نفعِ عام کا سبب بنے گی، اور راقم محمد علی حسن ماتریدی اس کو باعثِ افتخار اور سرمایۂ سعادت سمجھے گا۔

براہِ کرم اپنی گزارشات و اصلاحات خاکسار کے درج ذیل واٹس ایپ اور کال رابطے پر ارسال فرمائیں:

رابطہ: **8447437480**

والسلام علی من اتبع الھدی

محمد علی حسن ماتریدی